عمران سیریز 66 ابنِ صفی

خونریز تصادم



عمران سیریز نمبر 66

خونریز تصادم

(تیسرا حصہ)

پیشرس

اس بار ایک صاحب کے خط کا ایک حصہ ملاحظہ فرمایئے۔ جس سے میں بھی محظوظ ہوا تھا۔ آپ بھی لطف اٹھایئے۔

"قاسم کا پیٹ بھلا ایک آدھ چوزے سے کیونکر بھر سکتا ہے اور چوزہ بھی کیا؟ مر گھلا سو کھا سا کھا۔ تو جناب یہی حال آج کل آپ کی کتابوں کا ہے۔ سر ورق اُلٹئے تو نظر آئے گا "پھر وہی آواز" ابھی آواز پوری طرح سے سن بھی نہ پائیں گے کہ ایک سو بارہویں صفحے تک جا پہنچیں گے.... اتنی دُبلی پتلی لکھنے کی بجائے یہ کیا کیجئے کہ ۱۱۲ صفحے سادہ رہنے دیا کیجئے اور لکھ دیا کیجئے "پھر وہی آواز" سے "خونریز تصادم" تک جو کچھ ہوتا ہے سمجھ جایئے اور.... قارئین سمجھ جائیں گے۔ اس لئے کہ "بیباکوں کی تلاش"، "ڈاکٹر دعاگو" "دیو پیکر درندہ" اور "شوگر بینک" ایسی کتابیں پڑھ پڑھ کر ہر قاری ذہن رسا کا مالک بن چکا ہے۔"

بھائی آپ کا شکوہ بجا ہے.... لیکن کاغذ کے معاملے میں میں بھی بے قصور ہوں۔ یقین کیجئے اگر میں ضخیم کتابیں چھاپنے بیٹھوں تو کاغذ کی فراہمی ہی دشوار ہو جائے۔ اس دبلی پتلی کتاب کے سلسلے میں

مجھے جتنے ریم کاغذ کی ضرورت ہوتی ہے اس کے لئے خاصی تگ ودو کرنی پڑتی ہے۔ اپنے خط میں آپ نے جن "فحش" کتابوں کا حوالہ دیا ہے میں نہیں جانتا کہ کاغذ کی فراہمی کے سلسلے میں اُن کے وسائل کیا ہیں! رسائل کی بات جانے دیجئے.... ان کے لئے کاغذ کا کوٹا مقرر ہے۔ کتابوں کے لئے ایسی کوئی آسانی میسر نہیں۔

تو گذارش ہے کہ فی الحال میری ہی طرح آپ بھی صبر کیجئے! دبلی پتلی کتابیں پڑھئے اور میری خیریت سے آگاہ ہوتے رہئے کہ جب تک سانس تب تک آس! شائد پھر کبھی پہلے کی طرح خدمت کرنے کے قابل ہوسکوں۔

"خونریز تصادم" پڑھ کر بھی آپ یہی سوچیں گے کہ یہ "کاغذی لنگوٹی"، "پاجامہ" ہوتی تو بہتر تھا۔ اس "کاغذی اوبار" کے دور میں کئی ایسی کتابیں پیش کرچکا ہوں جن کا اختصار مجھے عرصے تک بے چین رکھے گا۔ اس قسم کی تشنگی کا احساس لکھنے والے کے لئے بھی بہت اذیت ناک ہوتا ہے۔

ابنِ صفی

۱۲/دسمبر ۱۹۷۲ء



بھورے رنگ کی ننگی چٹانیں چمکیلی دھوپ میں تپ رہی تھیں اور گرم ہوا کے جھونکے ہیلی کاپٹر کو جہنم بنائے دے رہے تھے۔

ہیلی کاپٹر شمالی مغربی سرحد پار کر کے پڑوسی ملک کی حدود میں داخل ہو چکا تھا اس میں پائلٹ اور اس خوفناک چہرے والے کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا جس کی پلکیں گویا جھپکنا ہی نہیں جانتی تھیں۔ اس کی ناک بھدی اور موٹی تھی اور مونچھیں بل کھا کر اس طرح ٹھوڑی پر جھک آئی تھیں کہ دہانہ غائب ہی ہو کر رہ گیا تھا۔

پائلٹ اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ اسے تو بس اس کو ایک معینہ جگہ پر اس طرح اتارنا تھا کہ ہیلی کاپٹر کو لینڈ بھی نہ کرنا پڑے۔

"آپ تیار ہو جائیے جناب!" پائلٹ نے چیخ کر کہا اور خوفناک چہرے والے نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔ اس کے جسم پر خاکی پتلون اور خاکی بشرٹ تھی اور شانوں سے دو تھیلے کراس کئے ہوئے لٹک رہے تھے۔ اس نے تھیلوں کو ٹھیک کیا اور سنبھل کر بیٹھ گیا۔

"وہ سامنے والی پہاڑی جس پر ایک سفید چٹان نظر آ رہی ہے۔" پائلٹ پھر چیخا۔ "میں سیڑھی لٹکانے جا رہا ہوں۔"

خوفناک چہرے والا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ہیلی کاپٹر سفید چٹان کے اوپر معلق ہو گیا تھا اور سیڑھی اسے چھوتی ہوئی لٹکنے لگی تھی۔

وہ سیڑھی سے اس چٹان پر اتر گیا۔ ہیلی کاپٹر پھر حرکت میں آیا تھا اور لمبا چکر لے کر اپنے مستقر کی طرف پرواز کر گیا تھا۔

خوفناک چہرے والا چٹان سے اتر کر کوئی ایسی جگہ تلاش کرنے لگا جہاں دھوپ سے بچ سکے۔

لیکن اسے مایوسی ہوئی۔

اس نے گھڑی دیکھی۔ ڈیڑھ بجا تھا اور وہ دو بجے سے پہلے متعلقہ آدمی سے رابطہ قائم نہیں کر سکتا تھا۔

وہ دھوپ میں جھلستا رہا اور جیسے تیسے آدھا گھنٹہ بھی گذر گیا۔ اس نے تھیلے سے زیرو نائین کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا سوئچ آن کر کے آہستہ آہستہ کہنے لگا۔ ''ہیلو.... آقائے شمس.... ہیلو.... ہیلو.... آقائے شمس.... آقائے شمس....''

''شمس....'' دفعتاً ٹرانسمیٹر سے آواز آئی۔ ''ہیلو! کون ہے۔''

''وائی تھری۔'' جواب دیا گیا۔ ''میں بتائی ہوئی جگہ پر موجود ہوں۔''

''اوکے.... وہیں ٹھہرو....'' آواز آئی۔

اس نے سوئچ آف کر کے ٹرانسمیٹر تھیلے میں ڈال لیا اور دوسرے تھیلے سے پانی کی بوتل نکال کر ہونٹوں سے لگائی۔ دو تین لمبے لمبے گھونٹ لئے۔ ڈھکن بند کر کے بوتل پھر تھیلے میں ڈال لی۔

آسمان پر کہیں کوئی ہلکا سا بھی بادل کا ٹکڑا نہیں تھا اور نیچے پتھر تپ رہے تھے۔ اس نے ایک جگہ بیٹھنے کی کوشش کی اور پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

''کھڑے ہی رہنا بہتر ہو گا۔'' وہ بھرائی ہوئی آواز میں بڑبڑایا۔

تھوڑی دیر بعد بائیں جانب سے کسی وزنی گاڑی کے انجن کی آواز آئی تھی اور وہ چونک کر ادھر دیکھنے لگا تھا۔

آواز بتدریج قریب ہوتی جا رہی تھی۔ پھر ایسا معلوم ہوا جیسے انجن بند کر دیا گیا ہو۔

وہ جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔ سفید چٹان کے پیش منظر میں بالکل تصویر معلوم ہو رہا تھا۔

کچھ دیر بعد بھاری قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اس نے پتلون کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور کے دستے کو مضبوطی سے پکڑ لیا تھا۔

قدموں کی چاپ قریب ہوتی جا رہی تھی۔ پھر جیسے ہی نشیب سے آنے والے کا سر ابھرا بدصورت آدمی کی پتلون کی جیب سے فائر ہوا۔ گولی ٹھیک پیشانی پر بیٹھی تھی۔ شکار آواز نکالے بغیر نیچے لڑھکتا چلا گیا۔

خوفناک چہرے والا چٹان کے سرے پر پہنچ کر اپنے اس کارنامے کے انجام کو توجہ اور دلچسپی سے دیکھ رہا تھا اور اس کی انگلی اس سوراخ کو ٹٹولے جا رہی تھی جو پتلون میں ہو گیا تھا۔ لاش کے سطح زمین پر پہنچتے ہی وہ بھی نشیب میں اترنے لگا۔ لاش کے قریب ایک جیپ کھڑی نظر آئی۔

وہ لاش کی جامہ تلاشی لینے لگا اور پھر اسے وہ چیز مل گئی جس کے ملنے کی توقع پہلے ہی سے

تھی۔ یہ کسی چمکدار دھات کا ایک چھوٹا سا مثلث تھا جس کی دونوں اطراف میں بے شمار چھوٹے چھوٹے دائرے بنے ہوئے تھے اور وسط میں انگریزی کا حرف "را" کندہ تھا

اس نے وہ مثلث جیب میں ڈالا اور جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ کنجی اگنیشن میں موجود تھی۔ اسٹیرنگ کے سامنے بیٹھ کر اس نے پھر ٹرانسمیٹر نکالا اور سوئچ آن کر کے بولا "ہیلو.... آقائے شمس.... ہیلو.... وائی تھری کالنگ۔"

"ہیلو.... وائی تھری.... کیا رہا....؟"

"کام بن گیا.... اب میں اسٹیرنگ کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں۔"

"خوب.... مشرق کی طرف چل پڑو۔ سڑک ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلے پر ہے۔ سڑک پر تمہارا رخ شمال کی طرف ہونا چاہئے اوور اینڈ آل۔"

بد ہیت آدمی نے ٹرانسمیٹر کا سوئچ آف کر کے انجن اسٹارٹ کیا اور جیپ حرکت میں آگئی۔ سڑک پر پہنچ کر اس نے گاڑی شمال میں موڑ دی تھی۔

سڑک بڑی دشوار گذار تھی۔ ڈرائیونگ کی ذرا سی غلطی سینکڑوں فٹ کی گہرائی میں پہنچا سکتی تھی لیکن وہ کسی ماہر ڈرائیور کی طرح بڑی لاپرواہی سے گاڑی چلا رہا تھا۔ ٹھیک تیسرے میل پر ایک آدمی بیچ سڑک پر ہاتھ اٹھائے کھڑا نظر آیا۔ جیپ کی رفتار کم ہو گئی اور پھر اس کے قریب پہنچ کر وہ رک ہی گئی تھی۔

"آقائے شمس!" وہ گاڑی کے قریب آکر آہستہ سے بولا۔

بدصورت آدمی نے دوسری طرف کا دروازہ اس کے لئے کھول دیا۔ اس نے گاڑی میں بیٹھتے وقت بدصورت آدمی کا تنقیدی جائزہ لیا تھا۔ وہ خود ادھیڑ عمر کا ایک بھاری بھرکم آدمی تھا۔ سر کے وسطی حصے پر بال نہیں تھے اور دونوں کنپٹیاں بالکل سفید تھیں۔

گاڑی دوبارہ حرکت میں آگئی۔

آقائے شمس کی نظر اس کی پتلون کے سوراخ پر جمی ہوئی تھی۔ کچھ دیر بعد اس نے کھنکار کر اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ تو مناسب نہیں معلوم ہوتا۔"

"اور اس کی کھوپڑی کے سوراخ کے بارے میں کیا خیال ہے آقائے شمس" بدصورت آدمی نے بھدا سا قہقہہ لگایا۔

"میرا نام شمس نہیں ہے۔ وقتی طور پر یہ نام استعمال کیا گیا تھا۔ تم مجھے علی نقی کہہ سکتے ہو!"

"شکریہ! میں وائی تھری کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوں۔"

علی نقی کچھ نہ بولا۔ گاڑی آہستہ آہستہ چلتی رہی۔ غالباً وہ متوقع تھا کہ علی نقی اس سلسلے میں

ے کچھ ہدایات دے گا۔ لیکن وہ خاموش ہی رہا۔

مزید کچھ فاصلہ طے ہو جانے کے بعد بولا تھا۔ "اب داہنی جانب موڑ لو.... سڑک نہیں ہے
بن راستہ ناقابل گذر بھی نہیں ہے۔"

جیپ بائیں جانب مڑ کر ناہموار راستے پر چلنے لگی۔ قریباً دس منٹ بعد اس سفر کا اختتام ایک
بوئی سی عمارت کے قریب ہوا تھا۔

وہ دونوں جیپ سے اتر کر اندر داخل ہوئے۔

"کیا تم غسل کرنا پسند کرو گے؟" علی نقی نے اس سے پوچھا تھا۔

"یقیناً.... اور پھر میں اب اس لباس سے بھی پیچھا چھڑانا چاہتا ہوں۔"

علی نقی ایک بار پھر اس کا جائزہ لیتا ہوا پر تفکر لہجے میں بولا۔ "ہو سکتا ہے تمہارے ناپ کا بھی
ئی سوٹ نکل آئے۔ میں دیکھتا ہوں۔ بہر حال چلو میں تمہیں تمہارا کمرہ دکھا دوں۔"

پھر آدھے گھنٹے بعد وہ کھانے کی میز پر ملے تھے۔ وائی تھری کے لئے جو لباس مہیا کیا گیا تھا۔
ں کی جسامت کے لئے قطعی موزوں نہیں تھا۔

"مجھے افسوس ہے کہ تمہیں کل تک اسی لباس میں رہنا پڑے گا۔" علی نقی نے کہا۔

وائی تھری نے لاپروائی ظاہر کرنے کے لئے شانوں کو جنبش دی اور بڑے انہماک سے کھاتا رہا۔

"کیا تم اس آدمی کو مار کر مطمئن ہو؟" علی نقی نے کچھ دیر بعد سر اٹھائے بغیر سوال کیا۔

"اور جنرل کو بھی مطمئن کر دوں گا۔"

"جنرل سے رات کو یہیں ملاقات ہو سکے گی۔ وہ آدمی جنرل ہی کا بھیجا ہوا تھا لیکن مجھے علم تھا
ہ اسے تمہارے ہاتھوں مارا جانا ہے۔"

"علی نقی! میرا خیال ہے کہ تم غیر ضروری باتوں سے اجتناب کرو۔ کیا کبھی تم نے عشق بھی
یا ہے۔"

"عشق؟" علی نقی چونک کر اسے اس طرح دیکھنے لگا جیسے اس بے تکلفانہ سوال نے اسے گہرا
مدمہ پہنچایا ہو۔"

"ہاں.... ہاں...." وائی تھری پلیٹ سے نظر ہٹائے بغیر سر ہلا کر بولا۔

"بہتیرے ایسے بھی ہیں جنہیں مرتے دم تک عشق کرنے کا اتفاق نہیں ہوتا۔"

"میرا خیال ہے کہ تمہیں بھی ذاتیات سے کوئی سروکار نہ رکھنا چاہئے۔"

"یہ ایک ایسا ذاتی مسئلہ ہے جسے کھل کر اچھالا جاتا ہے۔ حافظ، خیام، حتیٰ کہ سعدی تک اس
سے باز نہیں رہے۔ چیخ چیخ کر اپنے عشق کی داستانیں سناتے ہیں۔"

"بہت خوب.... تم ادبی ذوق بھی رکھتے ہو۔" علی نقی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"قتل کرنا تو میں نے شاعروں ہی سے سیکھا تھا۔"

"بذلہ سنج بھی معلوم ہوتے ہو!"

"اس حد تک بھی نہیں کہ دوسرے ہنسنے لگیں بہر حال کیا رات کو بھی یہاں ایسا ہی موسم ر
ہے۔"

"ہرگز نہیں۔ کمبل کے بغیر تم سو نہیں سکو گے۔"

"یہ اچھی بات ہے، ورنہ میں صبح تک آدھا بھی نہ رہ جاتا۔"

"کھانے کے بعد تم غالباً آرام کرنا پسند کرو گے۔"

"رہنے دو، ورنہ تمہیں ایک سیلپنگ سوٹ کی بھی فکر پڑ جائے گی۔"

علی نقی جھینپے ہوئے انداز میں ہنس کر بولا "نہیں یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں۔ وہ تو ہر قسم کا چل ر
ہے۔"

"میں سیلپنگ سوٹ ذرا سلیقے کا پہنتا ہوں کیونکہ میرے خوابوں میں عورتوں کے علاوہ
کوئی نہیں آتا۔"

"واقعی تم دلچسپ آدمی ہو۔"

رات کو ایک لمبی سی سیاہ رنگ کی کار اس عمارت کے سامنے رکی تھی اور اس پر سے ایک د
قد اور وجیہہ آدمی اترا تھا۔ سیاہ سوٹ میں اس کی شخصیت بہت ابھری ابھری دکھائی دیتی تھی۔
پچاس اور ساٹھ کے درمیان رہی ہو گی۔

علی نقی پشتینی غلاموں کے سے انداز میں اس کی پیشوائی کو دوڑا تھا۔ پھر وائی تھری کو اس
سامنے پیش کیا گیا۔

جنرل نے علی نقی کو وہاں سے چلے جانے کا اشارہ کیا تھا اور وائی تھری پر تفصیلی نظر ڈالتا
بولا "بیٹھ جاؤ۔"

"شکریہ!" وائی تھری سامنے والی کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔

"سفر یقیناً تکلیف دہ ثابت ہوا ہو گا۔" جنرل کا لہجہ بیحد نرم تھا۔

"نہیں۔ بخیر و خوبی تمام ہوا اس لئے تکلیف دہ نہیں کہا جا سکتا۔"

"تمہارے سربراہ نے اس سازش کا پتہ لگا کر بڑا کام کیا۔"

وائی تھری نے سر کو اثباتی جنبش دی۔ چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ "اپنے ہاتھوں قتل ہو
والے کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔"

"تمہیں یہاں صرف کام کے لئے بھیجا گیا ہے۔" جنرل کے لہجے میں کسی قدر ناگواری تھی۔

"اب یہ معلوم کرنا بھی کام کا جزو بن گیا ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی نظر میں اس کی کیا حیثیت تھی..؟"

"دشمن کا ایک ایسا ایجنٹ جسے میرا کوئی آدمی قتل کرنے پر تیار نہ ہوتا۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔"

"کچھ بھی نہیں! تم صرف اپنے کام سے کام رکھو۔"

"بہت بہتر جناب!"

"میں اس شخص کا نام اور پتا بتائے دیتا ہوں جو اسلحہ والی سازش میں ضرور شریک رہا ہوگا۔"

وائی تھری خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

"وہ آقائے جواد حیدر کہلاتا ہے۔ اپنے وزیراعظم بننے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ اگر میرے اور تمہارے ملک کے تعلقات خراب کرنے میں اسے کامیابی حاصل ہو جائے تو ایک بڑی طاقت کی آنکھوں کا تارا بن جائے گا۔"

"کیا آپ براہِ راست اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے۔"

"یہاں کون وزیراعظم بننے کے خواب دیکھ سکتا ہے اس پر بھی نظر رکھو۔"

"کیا اس کے خلاف کوئی بات کہی جا سکتی ہے۔"

"اس کے خلاف اگر ہم کوئی ثبوت فراہم بھی کریں تو اس کی پذیرائی نہ ہوگی۔"

"میں سمجھ گیا" وائی تھری سر ہلا کر بولا "لیکن پھر عرض کروں گا کہ میرے ہاتھوں مارے جانے والے...."

"ٹھہرو.." جنرل ہاتھ اٹھا کر بولا۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ وہ آقائے جواد حیدر کا آدمی تھا۔"

"کیا جواد حیدر کو علم نہ ہو گیا ہوگا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔"

"نہیں! میں نے اسے اچانک بھیجا تھا اور خود اس کی نگرانی کی تھی۔ وہ سیدھی راہ جاتا ہے یا منزل پر پہنچنے سے پہلے ادھر ادھر بھٹکتا بھی ہے۔"

"وہ صرف آقائے جواد حیدر ہی کا آدمی نہیں تھا۔"

"کیا مطلب؟"

"آپ زیرولینڈ والی تنظیم سے تو واقف ہی ہوں گے۔"

جنرل چونک پڑا اور وائی تھری کو غور سے دیکھتا ہوا بولا۔ "تم اس سلسلے میں کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"میرے ہاتھوں مارا جانے والا زیرولینڈ کا بھی ایجنٹ تھا۔"

"نہیں!" جنرل کرسی سے اٹھتا ہوا بولا "تم کس طرح ثابت کر سکو گے۔"

"دو سو گز کے فاصلے سے بھی معلوم کر سکتا ہوں کہ وہ زیرولینڈ کا ایجنٹ ہے۔"

وائی تھری نے وہی چمکدار مثلث جیب سے نکال کر جنرل کے سامنے ڈال دیا جو مقتو پاس سے برآمد ہوا تھا۔

"یہ کیا ہے؟" جنرل اسے چٹکی سے پکڑ کر اٹھاتا ہوا بولا۔

"زیرولینڈ کے ایجنٹ آپس میں ایک دوسرے کو اسی کے ذریعے سے پہچانتے ہیں۔ عجیب اتفاق ہے کہ قدرت نے زیرولینڈ پر ریسرچ میرے محکمے کے سربراہ کی قسمت میں ہے۔"

"مجھے علم ہے۔ میں سن چکا ہوں۔" جنرل اسے حیرت سے دیکھتا ہوا بولا۔

"اگر وہ زیرولینڈ کا ایجنٹ نہ ہوتا تو میں بیدریغ اس پر فائر نہیں کر سکتا تھا۔"

"یہ چیز اس کی جیب میں رہی ہو گی۔ پھر تمہیں پہلے سے کیونکر علم ہو سکا ہو گا۔"

"میرے پاس اس کی شناخت کرنے والا آپریٹس موجود تھا۔ دو سو گز کے فاصلے سے مجھے اس کی موجودگی کی اطلاع دے دی تھی۔"

"حیرت انگیز۔ کیا تم مجھے وہ بھی نہ دکھاؤ گے۔"

"یقیناً.... آپ اس کا تجربہ کر سکتے ہیں۔" وائی تھری نے ہاتھ بڑھا کر اس سے مثا ہوئے کہا۔

پھر اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکالی اور اس کی طرف ہوا بولا۔ "اسے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیجئے اور جسم کے ساتھ لگائے رکھیئے۔"

جنرل ڈبیہ اس کے ہاتھ سے لے کر بولا۔ "ارے! یہ اس میں جھنجھناہٹ کیسی ہے۔"

"اس مثلث کی وجہ سے۔ اگر میں اسے دو سو گز سے آگے لے جاؤں تو جھنجھناہٹ خو ہو جائے گی۔ اچھی بات ہے۔ آپ اسے ہاتھ میں ہی پکڑے رہیئے میں مثلث کو باہر ہوں۔"

پھر وہ عمارت سے باہر نکل کر اندازاً ڈھائی سو گز کے فاصلے پر چلا گیا تھا۔ کمرے میں تو جنرل کو بے چینی سے ٹہلتے پایا۔

"واقعی کمال ہے۔ کمال ہے۔" وہ اسے دیکھ کر اٹھتا ہوا بولا۔ "کچھ دیر کے لئے بالکل غائب ہو گئی تھی۔"

"لائیے --" وائی تھری آپریٹس کی واپسی کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔

جنرل نے آپریٹس واپس کرتے ہوئے کہا "خوش آمدید میرے دوست اب شائد ہماری پریشانیاں رفع ہو سکیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس کام کے لئے تمہارے سربراہ نے موزوں آدمی کا انتخاب کیا ہے۔"

"شکریہ!" وائی تھری نے خشک لہجے میں کہا۔

"اب اسکیم یہ ہے۔" جنرل نے پر تفکر لہجے میں کہا۔ "تم دو دن یہاں تنہا قیام کرو گے۔ علی نقی میرے ساتھ واپس جائے گا۔"

"میرے علاوہ اور کوئی نہ ہو گا؟" وائی تھری نے جنرل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں! کرنل بہرام کی لاش دریافت ہو جانے کے بعد ہمیں بیحد محتاط رہنا پڑیگا۔"

"بہت بہتر۔"

"کل شام تک تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ آئندہ کیا کرنا ہے۔"

"او کے سر..."

"علی نقی جیپ کا رنگ اور نمبر تبدیل کر رہا ہے۔ پٹرول یہاں وافر مقدار میں موجود ہے۔ کھانے پینے کی بھی تکلیف نہ ہو گی۔ کونسی پیتے ہو۔"

"ٹھنڈے پانی اور کافی کے علاوہ اور کچھ نہیں پیتا۔"

"کمال ہے!" جنرل نے پھر اسے تحسین آمیز نظروں سے دیکھا اور بولا۔ "یہاں واٹر کول انجن والی ایک موٹر سائیکل بھی موجود ہے ضرورت پڑے تو اسے بھی استعمال کر سکتے ہو۔"

"بہتر جناب۔" وائی تھری نے آہستہ سے کہا۔



علیا آباد کی ایک محل نما عمارت کے کمپاؤنڈ سے لمبی سی گاڑی نکل کر وسطی شاہراہ پر تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتی نظر آئی۔ اسے ایک باوردی ڈرائیور چلا رہا تھا۔ پچھلی نشست پر ایک پروقار آدمی پشت گاہ سے ٹیک لگائے رعونت آمیز انداز میں بیٹھا سگار کے کش لے رہا تھا۔ عمر پچاس اور ساٹھ کے درمیان رہی ہو گی۔ چہرے کی تازگی اس عمر میں بھی قویٰ کی غیر معمولی مضبوطی کا اعلان کر رہی تھی، اور پتلے ہونٹوں کے ساتھ بھاری جبڑے آنکھوں میں پائی جانے والی سفاکی سے ہم آہنگی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔

اگلی اور پچھلی سیٹوں کے درمیان شیشے کی دیوار حائل تھی اور وہ ڈرائیور کو آڈیشنل پائپ کے

ذریعے ہدایات دے رہا تھا۔

کچھ دیر بعد گاڑی شاہراہ جمشید پر مڑ گئی۔ یہاں زیادہ تر بڑی عمارتیں نظر آ رہی تھیں لیکن گھنی آبادی نہیں تھی اور عمارتیں ایک دوسری سے فاصلے فاصلے پر بنائی گئی تھیں۔

یہاں بھی اس نے ڈرائیور کو کچھ ہدایت دی تھی۔ دفعتہ گاڑی بائیں جانب والی ایک عمارت کی کمپاؤنڈ میں مڑ گئی۔

پورچ میں پہنچ کر ڈرائیور نے گاڑی روکی اور نیچے اتر کر پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ وہ گاڑی سے اترا اور ادھر ادھر دیکھے بغیر آگے بڑھا۔ صدر دروازے کا ہینڈل گھما کر دروازہ کھولنا چاہا لیکن وہ مقفل تھا۔ اس کے چہرے پر ناگواری کے آثار پیدا ہوئے اور پھر آن کی آن میں غائب بھی ہو گئے۔

ہاتھ اوپر اٹھا کر اس نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ پھر دروازہ اتنی جلد کھلا تھا جیسے اس کے قفل کا تعلق پش بٹن ہی سے رہا ہو۔

وہ اندر داخل ہوا لیکن راہداری میں کوئی موجود نہیں تھا۔ دروازہ بند کر کے وہ راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر ایک جگہ رک کر بائیں جانب مڑا اور سامنے والے دروازے کا ہینڈل گھما کر اسے کھولتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

اس کمرے میں ایک بہت بڑے ایکیوریم کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا جس میں قریباً چار فٹ لمبی ایک بام مچھلی تیرتی پھر رہی تھی۔

وہ اس ایکیوریم کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ بالکل ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے وہ بام مچھلی اس کے لئے کسی تبرک کی سی حیثیت رکھتی ہو۔ اچانک ایکیوریم سے آواز آئی "میں بہت تھکا ہوا ہوں۔ فی الحال مجھے آرام کی ضرورت ہے۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"کرنل بہرام کل سے غائب ہے۔ اس کے سلسلے میں تشویش ہو گئی ہے۔"

"کون کرنل بہرام؟"

"میرا آدمی.... جو انٹر سروسز انٹیلی جنس میں تھا۔"

"اوہ.... اچھا میں سمجھ گیا۔ تو پھر کیا چاہتے ہو۔" آواز آئی۔

"مجھے اس کے بارے میں معلوم ہونا چاہئے۔ فی الحال وہاں صرف وہی ایک آدمی میرا تھا اس کی عدم موجودگی میں آپ کو وہاں کے حالات سے باخبر نہ رکھ سکوں گا۔"

"اسے میں دیکھ لوں گا۔" آواز آئی۔ "لیکن تمہیں یہاں غیر ملکیوں کے داخلے پر نظر رکھنی ہے۔ اسلحہ والی اسکیم کی ناکامی کے بعد اس کا امکان ہے۔ تم غالباً سمجھ گئے ہو گے۔"

"میری پریشانی کا باعث یہی ہے۔"

"فکر نہ کرو... یہ میری ذمہ داری ہے۔ میں تمہیں وزیراعظم دیکھنا چاہتا ہوں۔" آواز آئی۔

"شکریہ جناب...."

"بس اب جاؤ.... مجھے نیند آرہی ہے۔"

اس نے بام مچھلی کو فوجی انداز میں سلیوٹ کیا تھا اور عمارت سے نکلا چلا آیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی گاڑی پھر اسی عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی جہاں سے روانہ ہو کر بام مچھلی والی عمارت میں پہنچی تھی۔

تین باوردی خادم گاڑی کی طرف لپکے۔ کسی نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور کسی نے اس سے ہیٹ اور چھڑی لے لی۔ پھر وہ برآمدے کے زینوں پر چڑھ ہی رہا تھا کہ بائیں جانب سے چوتھا خادم نمودار ہوا۔ اس کے ہاتھوں میں چاندی کی ایک ٹرے تھی جس پر کسی کا وزیٹنگ کارڈ رکھا ہوا تھا۔

اس نے وزیٹنگ کارڈ اٹھا کر دیکھا اور پھر نشست کے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس طرح کارڈ پیش کیے جانے کا یہی مطلب تھا کہ جو کوئی بھی ہے فوری طور پر اس سے ملنا چاہتا ہے یا کوئی بہت ہی اہم خبر لایا ہے۔

وہ نشست کے کمرے میں داخل ہوا اور وہاں اس کے منتظر شخص نے آگے بڑھ کر اسے اس طرح تعظیم دی جیسے اس کا زرخرید ہو۔

"کیا بات ہے؟" اس نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"بری خبر ہے آقائی.... ہمت نہیں پڑتی۔"

"کہو! تکلف کی ضرورت نہیں۔"

"کسی نے کرنل بہرام کو گولی مار دی۔"

"کیا....؟" وہ ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"ہاں.... آقائی.... اس کی لاش ڈائریکٹریٹ جنرل میں پہنچ گئی ہے۔"

"لاش کہاں سے ملی تھی؟"

"سرحد کے قریب ایک سفید چٹان والی پہاڑی ہے اسی کے دامن میں کسی چرواہے نے دیکھی تھی۔"

"اچھا.... اچھا...." اس نے وحشت زدگی کے ساتھ کہا۔ "یہ بتاؤ کہ اس کے پاس سے کیا کیا چیزیں برآمد ہوئی ہیں۔؟"

"ایک پرس! جس میں کچھ رقم تھی اور شناخت نامہ۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔"

"پرس سے رقم کے علاوہ اور کیا بر آمد ہوا تھا؟"

"اور تو کچھ بھی نہیں!"

"اچھی بات ہے" وہ داہنے ہاتھ کی مٹھی بھینچ کر بولا۔ "جواد حیدر دیکھے گا کہ وہ کیا کر سکتا ہے۔"

"آقائی.... میرے لئے کیا حکم ہے۔"

"اپنی آنکھیں کھلی رکھو.... اور بس۔"

دوسرا آدمی احتراماً جھکا تھا اور کمرے سے نکل گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد آقائے جواد حیدر کی گاڑی دوبارہ کمپاؤنڈ کے پھاٹک سے نکلی تھی لیکن اب وہ خود ہی اسے ڈرائیو کر رہا تھا۔



چمکیلی دھوپ دور تک پہاڑیوں پر پھیلی ہوئی تھی۔ وائی تھری صبح سے سڑک کے قریب والی چٹانوں میں چھپا بیٹھا تھا اس نے ادھر سے ملٹری کی گاڑیاں گذرتی دیکھی تھیں۔ پھر سفید چٹان والی پہاڑی کی طرف سے ان کی واپسی کا بھی نظارہ کیا تھا جب وہ کرنل بہرام کی لاش علیا آباد لے جائی جا رہی تھی۔ ان کی واپسی کے بعد وہ اپنی کمین گاہ سے نکلا تھا اور واٹر کول انجن والی موٹر سائیکل پر بیٹھ کر سفید چٹان والی پہاڑی کی طرف روانہ ہو گیا۔

سڑک سنسان پڑی تھی۔ منزل مقصود تک پہنچنے میں زیادہ دیر نہیں لگی تھی کیونکہ وہ موٹر سائیکل کو خاصی تیز رفتار سے آگے بڑھاتا رہا تھا۔

موٹر سائیکل کو ایک جگہ چھپا کر سفید چٹان والی پہاڑی کے آس پاس ہی اپنے لئے بھی کوئی مناسب سی جگہ تلاش کرتا رہا اسے یقین تھا کہ لاش کے علیا آباد پہنچتے ہی وہ لوگ حرکت میں آ جائیں گے جن کے لئے کرنل بہرام اپنے ملک سے غداری کا مرتکب ہوتا رہا تھا۔ کرنل بہرام کے پاس سے بر آمد ہونے والا زیرولینڈ والوں کا شناختی نشان "مثلث" اس نے جنرل سے واپس لے لیا تھا اور اس وقت بھی وہ اس کی جیب میں پڑا ہوا تھا۔

قریباً چار گھنٹے تک وہ پہاڑی کے قریب کی چٹانوں میں چھپا رہا تھا۔ اپنے اندازے کی غلطی پر افسوس کرنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ کسی وزنی گاڑی کی آواز سنائی دی۔ ایک بڑا سا ٹرک ٹھیک اسی جگہ آ کر رک گیا جہاں پچھلے دن کرنل بہرام نے اپنی جیپ روکی تھی۔ اس پر سے دو آدمی اترے اور جھک جھک کر زمین پر کوئی چیز تلاش کرنے لگے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے انہیں کسی بہت چھوٹی سی چیز کی تلاش ہو۔

وائی تھری آہستہ آہستہ ان دونوں کے قریب پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ چٹانیں ایسی ہی تھیں کہ وہ صرف بلندی سے دیکھا جا سکتا تھا۔ نشیب میں کھڑے ہوئے کسی آدمی کی نظر اس پر نہیں پڑ سکتی تھی۔

پھر اس نے وہ مثلث نکالا جو کرنل بہرام کے پاس سے برآمد ہوا تھا جوتے میں تلوے کے نیچے رکھ لیا اس کے اپنے تجربے کے مطابق ایسا کرنے سے شناخت کرنے والا آپریٹس اسے ٹریس نہیں کر سکتا تھا اور یہی ہوا بھی آپریٹس کی جھنجھناہٹ معدوم ہو گئی تھی۔ لیکن جیسے ہی وائی تھری ان دونوں سے کچھ اور قریب ہوا جھنجھناہٹ پھر شروع ہو گئی۔ اس نے پر معنی انداز میں اپنے سر کو جنبش دی اور وہ مثلث دوبارہ جوتے سے نکال کر جیب میں ڈال لیا۔ ادھر اس نے مثلث جوتے سے نکالا تھا اور اُدھر ان میں سے ایک آدمی یک بیک چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگا تھا۔

وائی تھری سمجھ گیا کہ اس کے پاس بھی مثلث کا ڈٹکٹنگ آپریٹس موجود ہے اس نے مثلث کو پھر نکالا اور چٹکی میں دبائے کھڑا رہا۔

دوسری طرف وہ آدمی جس نے چونک کر چاروں طرف دیکھا تھا دوسرے سے کچھ کہنے لگا تھا۔ دفعتہً وائی تھری ایسی جگہ جا کھڑا ہوا جہاں سے وہ انہیں پوری طرح دکھائی دیتا۔ انہوں نے اسے دیکھا اور ان کے ریوالور نکل آئے۔

"تم جو کچھ تلاش کر رہے ہو میرے پاس ہے۔" اس نے انہیں مخاطب کر کے اونچی آواز میں کہا۔

"نیچے آؤ...." ایک نے ریوالور کی نال کو جنبش دی۔

وائی تھری پر وقار انداز میں چلتا ہوا ان کے قریب پہنچا اور دو گز کے فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔

"گریڈون؟" اس نے اس آدمی کی طرف اشارہ کر کے کہا، جو مثلث کے باہر نکلنے پر چونکا تھا۔

اس نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے سر کو اثباتی جنبش دی اور وائی تھری سے سوال کیا۔

"تم....؟"

"گریڈون۔" وائی تھری کا جواب تھا۔

"ثبوت۔"

وائی تھری نے شناخت کرنے والا آپریٹس نکال کر اسے دکھایا۔

دونوں کے ریوالور جیبوں میں چلے گئے....

اب وائی تھری نے وہ مثلث نکالا جو کرنل بہرام کے پاس سے برآمد ہوا تھا۔

"آئی۔ایس۔آئی والوں سے پہلے ہی میں یہاں پہنچا تھا اور اسے تلاش کر لینے میں کامیاب ہو

گیا تھا۔"

"پھر وائی تھری نے دوسرے آدمی کی طرف دیکھا۔

"گریڈ ٹو...." پہلے نے اس کے بارے میں وضاحت کی۔

"ثبوت...." وائی تھری اسے گھورتا ہوا بولا۔

دوسرے آدمی نے ویسا ہی مثلث نکال کر اسے دکھایا۔

"ٹھیک ہے۔" وائی تھری سر ہلا کر بولا۔ چند لمحے خاموش رہ کر اس نے گریڈ ون کے آ
سے کہا۔ "تم اسے باس کے پاس پہنچاؤ۔ اور گریڈ ٹو میرے ساتھ ٹھہرے گا۔"

"لیکن مجھے ایسی کوئی ہدایت نہیں ملی۔"

"بحث نہیں...." وائی تھری نے سخت لہجے میں کہا۔ "میں کرنل کے قاتل کی تلاش پر ما
کیا گیا ہوں مجھے ایک ساتھی کی ضرورت ہے۔ یہ لو باس تک پہنچا دو۔"

اس نے کرنل بہرام والا مثلث اس کی طرف بڑھا دیا۔

"یور آئیڈنٹٹی....؟"

"پی تھرٹی سکس۔" وائی تھری بولا۔

"او کے.... میں ٹرک لے جا رہا ہوں۔"

"فکر نہ کرو۔ یہاں میرے پاس انتظام ہے۔"

گریڈ ون کا آدمی ٹرک پر بیٹھا اور وہاں سے روانہ ہو گیا۔ یہ دونوں کھڑے اسے اگلے مو
غائب ہوتے دیکھتے رہے۔

پھر وائی تھری نے گریڈ ٹو کو گھورتے ہوئے پوچھا۔ "یور آئیڈنٹٹی۔؟"

"ٹی ون تھرٹین...."

"ٹھیک.... آؤ...." وائی تھری نے اس طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ جہاں واٹر کول انجن
موٹر سائیکل چھپائی تھی۔

دوسرا آدمی خاموشی سے اس کے ساتھ چلتا رہا۔

موٹر سائیکل نکال کر اسٹارٹ کرتے ہوئے وائی تھری نے اسے کیریئر پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

پھر وہ اسے وہیں لایا تھا جہاں خود مقیم تھا۔ ٹی ون تھرٹین نے موٹر سائیکل سے اترتے ہو
حیرت سے چاروں طرف دیکھا۔

عمارت میں پہنچ کر تو وہ اپنی زبان بند ہی نہیں رکھ سکا تھا۔

"تت.... تم یہاں رہتے ہو؟" وہ ہکلایا۔

"کیوں؟ تمہیں حیرت کیوں ہے۔"

"ب.... بس یونہی.... میں سوچ نہیں سکتا تھا کہ ادھر کوئی عمارت بھی ہوگی۔"

"اب سوچو...." وائی تھری نے بدمزاجی کا مظاہرہ کیا۔

"مم.... میں نے پہلے کبھی تمہیں نہیں دیکھا۔"

"کہاں نہیں دیکھا۔؟"

اس نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اسے اب احساس ہوا ہو کہ اس قسم کی گفتگو نہیں کرنی چاہئے تھی۔

"اب! تمہیں ثابت کرنا پڑے گا کہ تم کالی بھیڑ نہیں ہو۔" وائی تھری کا لہجہ خونخوار تھا۔

"مم.... میں ثبوت پیش کر چکا ہوں۔"

"اب میں تسلیم نہیں کر سکتا۔"

"کک.... کیوں؟"

"تم نے مجھے پہلے کبھی نہیں دیکھا؟"

"نہیں...."

"اس لئے میں خود ہی کرنل بہرام کا قاتل بھی ہو سکتا ہوں۔ مثلث اسی کی لاش سے برآمد کیا ہو!"

وہ بوکھلا کر وائی تھری کو دیکھنے لگا پھر اس کا ہاتھ جیب کی طرف گیا ہی تھا کہ وائی تھری کا گھونسہ اس کے جبڑے پر پڑا اور پھر اس نے اس کی جیب سے ریوالور نکال لینے میں دیر نہیں لگائی تھی۔

"کھڑے ہو جاؤ۔" وائی تھری نے سرد لہجے میں کہا۔

وہ جبڑا سہلاتا ہوا فرش سے اٹھ گیا۔

"اب ثبوت پیش کرو۔"

"اب میں اس کے علاوہ اور کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتا کہ تمہیں باس کا پتا بتاؤں کیونکہ ہمارے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ ایک ماہر پامسٹ ہونے کے علاوہ اور کیا ہے۔"

"ٹھیک--" وائی تھری سر ہلا کر بولا۔ "تب میں یقین کر لوں گا۔ ورنہ میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے۔"

"شاہراہ جمشیدی کی گیارہویں عمارت۔"

"وہ وہاں تو نہیں رہتا۔"

"کک.... کیوں.... نہیں!"

"کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟"

"یس.... بہت کم دیکھا ہے۔ زیادہ تر اس کی آواز سنتے ہیں اور آواز ایکیوریم سے آتی ہے جس میں بام مچھلی تیرتی ہے۔"

"وہ وہاں نہیں رہتا۔"

"تو پھر کہیں اور بھی رہتا ہوگا لیکن قسمت کا حال معلوم کرنے کے لئے بڑے لوگ تو وہیں آتے ہیں۔"

"مان لیا کہ تم سچے ہو۔ آئندہ احتیاط رکھنا۔ غیر ضروری بکواس نہیں۔ مگر شائد تم نئے معلوم ہوتے ہو۔ اس لئے میرا فرض ہے کہ تمہیں بتاؤں۔ تم کب اور کس طرح تنظیم میں شامل ہوئے"

"کک.... کیا یہ غیر ضروری بات نہیں ہے۔"

"شٹ اپ.... گریڈ ون کو یہ حق حاصل ہے اور پھر ابھی میں تمہاری طرف سے پوری طرح مطمئن نہیں ہوا ہوں۔ کئی طرح کے امتحان لوں گا۔"

"مم.... میں نے ایک قتل کیا تھا۔ باس کے علاوہ اور کوئی اس کا شاہد نہیں۔ اس نے نہ صرف تحفظ دیا بلکہ پولیس آج تک مجھ پر ہاتھ نہیں ڈال سکی۔ ویسے باس جس وقت بھی چاہے میں اسی وقت پھانسی پر چڑھ جاؤں گا۔"

"اوہ.... تو تم پھانسی کے مستحق ہو۔"

"یقیناً.... لیکن باس بہت گریٹ ہے۔"

"میں بھی اسی کی طرح گریٹ ہوں۔"

"کک.... کیا مطلب؟"

"اپنے ہاتھوں سے تمہیں پھانسی دے سکتا ہوں۔"

"مم.... میں نہیں سمجھا۔"

"ارے تم تو ڈر گئے۔" وائی تھری کی ہنسی بہت خوفناک تھی۔



رات کا ایک بجا تھا جب شاہراہ جمشیدی کی گیارہویں عمارت کی کمپاؤنڈ میں کچھ عجیب کا ہڑبونگ سنائی دی۔

کسی نے اونچی آواز میں کہا "لاش" اور کئی آدمی عمارت کے مختلف حصوں سے نکل کر آواز کی طرف دوڑ پڑے۔

ٹارچ کی روشنی کا دائرہ لاش پر پڑا۔

"ارے.... یہ تو۔" ایک آدمی کچھ کہتے کہتے رک گیا پھر وہ بے تحاشہ عمارت کی طرف بھاگا تھا۔ راہداری سے گذرتا ہوا وہ اسی کمرے میں پہنچا جہاں بام مچھلی تھی۔ ایکیوریم کے سامنے کھڑا ہو کر ہانپتا ہوا بولا۔ "باس کیا آپ میری آواز سن رہے ہیں۔"

"کون ہے؟" ایکیوریم سے بھرائی ہوئی سی آواز آئی۔

"پی ون فورٹی ایٹ...."

"کیا بات ہے۔"

"کمپاؤنڈ میں ٹی ون تھرٹین کی لاش پڑی ہوئی ہے اور اس کے کوٹ کے کالر سے اسی آدمی کی تصویر پن کی ہوئی ہے جس نے سفید چٹان والی پہاڑی کے قریب اسے روک لیا تھا۔"

"اوہ.... اچھا وہ تصویر اس کی لاش سے الگ کر لاؤ اور دوسروں کو لاش کے پاس سے ہٹ جانے کو کہو۔ کہنا باس کا حکم ہے کہ اپنے کمروں میں چلے جاؤ اور بھول جاؤ کہ وہاں کوئی لاش پڑی ہوئی ہے۔"

"بہت بہتر باس۔" اس نے کہا اور کمرے سے نکل کر دوڑتا ہوا اس جگہ پہنچا جہاں لاش پڑی ہوئی تھی۔

"تم سب اپنے کمرے میں جاؤ باس کا حکم ہے۔ اسے بھول جاؤ کہ کمپاؤنڈ میں کوئی لاش پڑی ہوئی ہے۔"

وہ سب چپ چاپ وہاں سے چلے گئے۔ پی ون فورٹی ایٹ نے تصویر لاش سے الگ کی اور پھر دوڑتا ہوا عمارت میں داخل ہوا۔ ایکیوریم والے کمرے میں پہنچا ہی تھا کہ باس کی آواز آئی۔

"تصویر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لو۔"

"او۔کے.... باس۔" اس نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کہا۔

"اب.... سنو.... فی الحال ہم اس عمارت سے دوسری عمارت میں منتقل ہو رہے ہیں لہٰذا تم اس بام مچھلی کو ایکیوریم سے نکال کر کمپاؤنڈ کے پھاٹک پر پہنچ جاؤ...."

"بب.... بہت اچھا باس۔" اس نے بام مچھلی کو گھورتے ہوئے پر تشویش لہجے میں کہا۔

"جلدی کرو...." آواز آئی۔

وہ کوئی ایسی چیز تلاش کرنے لگا جس پر کھڑا ہو کر ایکیوریم کے دھانے تک پہنچ سکتا لیکن وہاں اس ایکیوریم کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

وہ تیزی سے باہر نکلا اور دوسرے کمرے سے ایک اسٹول اٹھا کر پھر وہیں واپس آ گیا لیکن جیسے

ہی اس نے اسٹول پر کھڑے ہو کر ایکیوریم میں ہاتھ ڈالا مچھلی تیزی سے مڑی اور اس کی کلائی اپنے جبڑوں میں دبوچ لی۔ ایک بیساختہ قسم کی چیخ کمرے میں گونجی تھی اور وہ اسٹول سے اچھل کر فرش پر آپڑا تھا۔

پھر شائد اس نے اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ کوشش جسمانی تشنج میں تبدیل ہو کر رہ گئی اس کے بعد جسم ایک جھٹکے کے ساتھ سیدھا ہو کر بے حس و حرکت ہو گیا فضا پر بوجھل سی خاموشی مسلط تھی۔

بام مچھلی پہلے ہی کی طرح بے نیازانہ تیرتی رہی۔

پھر ایک دبلا پتلا اور لمبا آدمی اس کمرے میں داخل ہو۔ اس نے عجیب سی مسکراہٹ کے ساتھ ایکیوریم کی جانب دیکھا اور مرنے والے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جھک کر اس کی جیب سے وہی تصویر نکالی اور یکایک اس کے چہرے پر تشویش کے آثار نظر آنے لگے۔

تصویر کو ہاتھ میں لئے آہستہ آہستہ چلتا ہوا کمرے سے نکلا اور راہداری میں پہنچ کر دائیں جانب مڑ گیا۔ کچھ دور چلنے کے بعد ایک دروازے پر رک کر دستک دی۔

"کون ہے؟" اندر سے بھرائی ہوئی سی آواز آئی۔

"دروازہ کھولو۔" لمبے آدمی نے اونچی آواز میں کہا۔

"بب.... باس۔" اندر سے آواز آئی اور جلد ہی دروازہ کھل گیا۔ سامنے ایک سفید فام غیر ملکی کھڑا اسلیپنگ گاؤن پہن رہا تھا۔

"یس.... بب.... باس۔"

"ابھی اور اسی وقت اس تصویر کا ٹسٹ کرا کے بتاؤ کہ یہ میک اپ ہے یا اصل چہرہ۔"

"او.... کے.... باس۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر تصویر لے لی۔

"اور شاٹو سے کہو یہاں ایک لاش ہے اسے فوراً ٹھکانے لگا دے۔"

"کک.... کہاں باس؟"

"مچھلی والے کمرے میں۔"

"اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا تھا۔



ہوٹل میں داخل ہونے سے قبل ہی وائی تھری کا پہلا میک اپ اتر گیا تھا اور اب وہ ایک کھلنڈرے نوجوان کے روپ میں نظر آرہا تھا۔ اب اسے دیکھ کر کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ

بھی اس کا چہرہ ڈراؤنا بھی رہا ہوگا۔ ہوٹیل میں اس نے اپنا نام لیمی رولاں درج کرایا تھا اور جب خاتون کاؤنٹر کلرک نے ٹوٹی پھوٹی فرانسیسی میں اسے یہ بتانے کی کوشش کی تھی کہ وہ اس ہوٹیل میں بہترین شامیں گذار سکے گا تو وہ ہنس کر بولا۔ "میں تمہاری زبان میں تمہاری ہی طرح گفتگو کر سکتا ہوں۔"

"یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ آپ کو قطعاً کوئی تکلیف نہ ہوگی۔"

"جانتی ہو ایسا کیوں ہے۔"

"نہیں.... مجھے ضرور بتایئے...." کاؤنٹر کلرک بچھی جارہی تھی۔

"مجھے تمہارے ملک اور زبان سے بڑی محبت ہے۔ میں نے بچپن میں تمہارے شعراء کے کلام کا فرانسیسی ترجمہ پڑھا تھا اور تہیہ کر لیا تھا کہ تمہاری زبان ضرور سیکھوں گا تاکہ تمہاری خوبصورت شاعری کا صحیح لطف اٹھا سکوں۔"

"میں آپ کو جدید شعراء کے مجموعے پیش کروں گی۔"

"بہت بہت.... شکریہ...."

"اسی شام کو جب وہ ڈائننگ ہال میں پہنچا تو کاؤنٹر پر اس وقت بھی وہی لڑکی نظر آئی تھی وہ اسے دیکھ کر مسکرائی اور روائی تھری کاؤنٹر ہی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"تمہاری ڈیوٹی بہت لمبی ہے۔"

"ڈیوٹی؟" نہیں تو.... میں خود ہی یہاں بیٹھی رہتی ہوں۔ مجھے اس سے دلچسپی ہے۔ دراصل یہ میرے چچا کا ہوٹیل ہے۔"

"اوہو.... تو تمہارا چچا بہت مالدار آدمی معلوم ہوتا ہے یہ یہاں کے بہت بڑے ہوٹیلوں میں سے ہے۔"

"یہاں کے سارے بڑے ہوٹیل میرے چچا ہی کے ہیں اور وہ علیا آباد کا سب سے بڑا آدمی ہے۔"

"اوہو.... تب تو تم بہت خوش قسمت ہو۔ کیا نام ہے تمہارے چچا کا۔"

"آقائے جواد حیدر۔"

"میرے لئے اپنے چچا کا آٹو گراف ضرور لے لینا۔ میری آٹو گراف بک میں ملکہ الزبتھ تک کے دستخط موجود ہیں۔"

"ضرور.... ضرور.... موسیو رولاں۔"

"کیا میں ماموزئیل کا نام معلوم کرتا ہوں؟"

"یاسمن فرخ زاد۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "تم میرا پہلا نام لے سکتے ہو۔"

"تو پھر تم بھی مجھے لیمی ہی کہو گی۔"

"بڑی خوشی سے.... کیا پیو گے۔؟"

"کافی...."

"یہیں منگوائے دیتی ہوں۔ میں آج تک فرانس نہیں گئی۔ مجھے پیرس دیکھنے کا بڑا شوق ہے۔"

"آؤ.... اور میری مہمان رہو۔ میرا باپ بھی ایک چھوٹا موٹا سرمایہ دار ہے لیکن مجھے سرمایہ داری سے نفرت ہے۔ میں تو حافظ یا عمر خیام بننا چاہتا ہوں۔"

"تمہارے خیالات بھی تمہاری ہی طرح خوبصورت ہیں۔"

"ہا.... آ.... اب میں تمہارے بارے میں کیا کہوں۔"

"کہو کہو.... میں سن رہی ہوں۔" وہ دلآویز انداز میں مسکرائی اور کاؤنٹر سے لگے ہوئے سوئچ بورڈ کے ایک پش بٹن پر انگلی رکھ دی۔

"عمر خیام کی رباعیات کی کچھ پینٹنگز میرے مکان میں لگی ہوئی ہیں اس کے ایک ساقی کی شکل ہو بہو تم سے ملتی ہے۔ میں صبح سے اب تک تمہارے ہی بارے میں سوچتا رہا ہوں۔"

"شکریہ! میرا بھی یہی خیال ہے کہ میرے خدوخال کلاسیکی ہیں۔ لیکن یقین کرو کہ آج تک تمہارے علاوہ اور کسی نے بھی مجھ سے یہ بات نہیں کہی۔"

"تمہاری ان نیم خوابیدہ سی آنکھوں میں مجھے ہزاروں سال پرانی کہانیاں دکھائی دیتی ہیں۔"

وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک ویٹر قریب آکر مودب کھڑا ہو گیا۔

"کافی۔" یاسمن نے اس سے کہا۔ "یہیں لاؤ...."

ویٹر واپس چلا گیا اور یاسمن وائی تھری سے بولی۔ "تم کھڑے کیوں ہو بیٹھ جاؤ۔"

وائی تھری عین اس کے سامنے والے اسٹول پر بیٹھ گیا۔

وہ چند لمحے خاموش رہ کر بولی۔ "میں تمہیں علیا آباد کے میوزیم میں اپنے یہاں کے مصوروں کے کارنامے دکھاؤں گی۔ تم دیکھنا کہ انہوں نے کس انداز میں خیام کی رباعیات اور حافظ کے اشعار کو نیا روپ دیا ہے۔"

"ضرور.... ضرور.... میری خوش قسمتی ہے کہ یہاں پہنچتے ہی تم جیسی مہربان خاتون سے ملاقات ہو گئی!"

"میں تمہیں یہاں کا چپہ چپہ دکھاؤں گی۔ یقین کرو تمہیں اپنی زبان اتنی روانی سے بولتے سن کر مجھے بیحد خوشی ہو رہی ہے۔ میں تمہیں اپنے معزز چچا سے بھی ملواؤں گی۔ تم خود ہی ان سے آٹو گراف لے لینا۔"

"مزید خوش قسمتی....." وائی تھری نے طویل سانس لی۔

شائد اسے توقع نہیں تھی کہ بات اتنی جلد بن جائے گی۔ اس ہوٹیل میں اس نے قیام ہی اس لئے کیا تھا کہ یہ جواد حیدر کی ملکیت تھا اور یہاں اس کی بھتیجی کاؤنٹر پر بیٹھتی تھی۔

کافی آئی اور دونوں کافی پیتے رہے۔ تصویروں سے وہ پھولوں کی طرف آئے اور یاسمن اسے اپنی پسند سے آگاہ کرتی رہی۔

پھر اچانک وائی تھری بولا۔ "اگر مجھ سے کوئی بیوقوفی سرزد ہو جائے تو مجھے معاف کر دینا۔"

"میں نہیں سمجھی۔" یاسمن نے حیرت سے کہا۔

"میرے گھر والوں کا خیال ہے کہ میں اول درجے کا بیوقوف ہوں۔"

"لیکن میں تو ایسا محسوس نہیں کرتی۔"

"شکریہ! میرے احباب بھی مجھے احمق ہی کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔"

"یقیناً وہ برے ہی لوگ ہوں گے۔ خیر..... ہٹاؤ..... میں سوچ رہی ہوں کیوں نہ اسی وقت سے تمہیں یہاں کی سیر کرانے کی شروعات کر دی جائے۔"

"یاسمن..... میں تمہارا بیحد شکر گذار ہوں گا۔ صبح سے تنہائی نے مجھے تھکا دیا ہے۔"

"اچھا تو ہم گلبار چلیں گے اور وہیں رات کا کھانا کھائیں گے۔ وہ بھی اپنا ہی ہے وہاں پھولوں کی بہار دیکھنا۔"

"پھولوں سے مجھے والہانہ عشق ہے۔" وائی تھری بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔



جنرل کی گاڑی کوٹھی کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور وہ گاڑی سے اتر کر صدر دروازے کی طرف بڑھا۔ اس کے چہرے سے تھکن ظاہر ہو رہی تھی اور آنکھوں میں شدید ترین الجھن کے آثار تھے۔

سٹنگ روم میں پہنچ کر اس طرح صوفے پر گر پڑا جیسے ایک لمبی مسافت پیدل طے کر کے یہاں تک پہنچا ہو۔ پھر اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی اور دوسرے ہی لمحے میں ایک ملازم کمرے میں داخل ہو کر مودب کھڑا ہو گیا۔

"علی نقی کو بھیج دو۔" جنرل نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

کچھ دیر بعد علی نقی کمرے میں داخل ہوا۔

"تم نے دیکھا؟" جنرل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

علی نقی نے بوکھلا کر سر کو منفی جنبش دی۔

"بیٹھ جاؤ۔"

"شکریہ جناب!" وہ سہمے ہوئے انداز میں ایک طرف بیٹھتا ہوا بولا۔

"اس سے بڑی حماقت اور کیا ہو گی۔"

"جج.... جی.... ہاں.... مگر۔"

"شام کا کوئی اخبار دیکھا ہے۔"

"ابھی تک نہیں آقائی۔"

"وائی تھری.... کی بات کر رہا ہوں۔ اس نے پھر کسی کو مار ڈالا۔"

"یقیناً وہ دشمن کا کوئی ایجنٹ ہی ہو گا۔"

"پوری بات سنو۔ لاش پولیس اسٹیشن کے قریب پائی گئی ہے۔"

"اوہ...."

"پھر دوسری حماقت یہ کہ اپنی تصویر مقتول کے کوٹ کے کالر سے پن کر کے اس کی پشت پر لکھ دیا ہے۔" مقامی پولیس کو چیلنج۔ اس کا قاتل میں ہوں۔"

"خدا کی پناہ جناب.... اس سے بڑی حماقت تو ہو ہی نہیں سکتی۔"

"اور.... وہ.... جواد حیدر کے شبستان ہوٹیل میں ٹھہرا ہے۔"

"وہ تو آقائی آپ ہی نے اسے مشورہ دیا تھا۔"

"لیکن میں نے یہ مشورہ تو نہیں دیا تھا کہ وہ پولیس کو چیلنج کرتا پھرے.... حد ہو گئی۔"

"واقعی بڑی عجیب بات ہے جناب!"

"معلوم کرو کہ وہ ان حالات میں بھی وہیں مقیم ہے۔ یا نہیں...."

"بہت بہتر.... جناب...."

علی نقی کمرے سے چلا گیا اور جنرل پاؤچ سے تمباکو نکال کر پائپ بھرنے لگا۔ پائپ سلگا کر وہ صوفے کی پشت گاہ سے ٹک گیا۔ پھر پندرہ منٹ بعد علی نقی کی آمد ہی پر چونکا تھا۔

علی نقی بیحد خوش نظر آ رہا تھا۔ جنرل نے اسے گھور کر دیکھا اور وہ جلدی سے بول پڑا۔

"وہ وہاں سرے سے گیا ہی نہیں۔"

"یہ اور بھی برا ہے۔ میں نے چاہا تھا کہ وہ میری ہی نظر میں رہے۔"

علی نقی کچھ نہ بولا جنرل پر تشویش نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اچانک فون کی گھنٹی بجی اور جنرل نے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہاں.... کیا ہے؟"

"لاش پر پائی جانے والی تصویر سے متعلق ایک نئی خبر جناب۔ کسی پروفیسر تلگاوا نے پولیس کو مطلع کیا ہے کہ لاش کے ساتھ پائی جائے والی تصویر میں صاحب تصویر کا اصل چہرہ نہیں معلوم ہوتا اگر پولیس اور بجنل فوٹوگراف اس تک پہنچا سکے تو وہ اپنی تجربہ گاہ میں اپنے دعوے کا ثبوت پیش کر سکے گا۔"

"پروفیسر تلگاوا کیا بلا ہے۔" جنرل نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ایک فرانسیسی ہے جو دس سال سے یہاں آباد ہے سائنٹسٹ ہے اپنی ذاتی تجربہ گاہ بھی رکھتا ہے۔"

"کیا پولیس نے تصویر اس کے حوالے کر دی؟"

"جی ہاں۔ اور پروفیسر نے ثابت کر دیا ہے کہ ناک اور گھنی مونچھیں مصنوعی ہیں۔"

"اوہ.... اچھا.... اور کچھ۔"

"بس اتنا ہی.... جناب۔"

"ٹھیک ہے۔" کرنل نے کہہ کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ علی نقی اس دوران میں اسے بہت غور سے دیکھتا رہا۔ جنرل اس کی طرف مڑ کر مسکرایا۔

"کوئی اچھی خبر ہے جناب؟"

"بہت اچھی علی نقی۔ کیا وائی تھری کی ناک اور مونچھیں مصنوعی لگتی تھیں۔"

"نہیں جناب۔ میں نے اسے بہت قریب سے دیکھا تھا۔"

"میرا بھی یہی خیال تھا کہ اس کا میک اپ حیرت انگیز تھا۔"

"میک اپ؟" علی نقی چونک پڑا۔

"ہاں میک اپ۔ مجھے یقین ہے کہ وہ کسی دوسرے میک اپ میں اسی ہوٹل میں مقیم ہوگا۔ اب ہم اس پر نظر رکھ سکیں گے۔"

"جب وہ اتنا کامیاب میک اپ کر سکتا ہے تو ہم اسے کس طرح پہچانیں گے جناب۔"

"تم ایک بات بھول رہے ہو۔ شبستان میں ٹھہرنے کا مشورہ میں نے ہی دیا تھا اور اسے یہ بھی بتایا تھا کہ جواد حیدر کی ایک بھتیجی زیادہ تر کاؤنٹر ہی پر بیٹھی رہتی ہے۔ اس سے ربط بڑھانے کی کوشش کرنا۔"

"اوہ.... جناب واقعی میں تو بھول ہی گیا تھا۔"

"لہٰذا ہوٹل میں قیام کرنے والا جو شخص بھی لڑکی کے قریب زیادہ دیکھا جائے وہ وائی تھری ہوگا۔"

"آقائی سورج ہیں اور ہم سب حقیر ذرے۔ ہمیں آپ ہی سے تو روشنی ملتی ہے۔"

"اب میری پریشانی رفع ہو گئی۔" جنرل نے طویل سانس لی تھی۔



دوسری صبح لیمی رولاں (وائی تھری) نے اخبار کے پہلے ہی صفحے پر پروفیسر تلگاوا کا انکشاف پڑھ کر ہلکا سا قہقہہ لگایا اور کچھ دیر خاموش رہ کر بڑبڑایا۔ "پروفیسر تلگاوا.....! میں اتنا احمق نہیں ہوں کہ تمہیں قریب سے دیکھنے کی کوشش کروں گا۔ اور پھر ایسی حالت میں جب کہ میرے شکار کی لاش پولیس اسٹیشن کے قریب پڑی پائی گئی ہو۔ کہاں شاہراہ جمشیدی کی گیارہویں عمارت اور کہاں پولیس اسٹیشن..... ہونہہ..... ڈفر....."

ناشتہ اس نے کمرے ہی میں طلب کیا۔ کافی کی پیالی میں شکر گھول ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا۔

"صبح بخیر....." دوسری طرف سے نسوانی آواز آئی۔

"صبح بخیر یاسمن۔ میں تمہاری مہک فون پر بھی محسوس کر رہا ہوں۔"

"رات کیسی گذری۔"

"بہت خوبصورت! خواب میں پھول ہی پھول دیکھتا رہا۔ جن میں یاسمن سب سے نمایاں تھا۔"

"تم بڑی اچھی باتیں کرتے ہو۔ میں اس وقت گھر سے بول رہی ہوں۔ دس بجے تک پہنچوں گی۔ تم تیار رہنا میں تمہیں یہاں کی آرٹ گیلری دکھاؤں گی۔"

"میں بے چینی سے منتظر رہوں گا۔ اے بے داغ سفید پھول۔"

اس کے کان میں ایک پر شور قسم کا بوسہ گونجا اور پھر سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

ریسیور رکھ کر وہ کافی پینے لگا۔

ناشتے سے فارغ ہو کر وہ قد آدم آئینے کے سامنے کھڑا ہو کر مسکرانے لگا اور پھر بائیں آنکھ دبا کر بولا۔ "دیکھو بیٹے عمران! ذرا احتیاط سے۔ نادانستگی میں تم سے جو حماقتیں خواہ مخواہ سرزد ہوتی رہتی ہیں ان سے بچنے کی کوشش کرنا۔ تنہا ہو اس پرائے دیس میں..... اچھا تو دن بھر کی ممکنہ حماقتیں یہیں تنہائی میں کیوں نہ کر بیٹھوں..... اوہ..... ہشت..... دیکھا جائے گا....."

دس بجے یاسمن آ پہنچی تھی۔ وہ بھی باہر جانے کی تیاری کر چکا تھا۔

"تم بیحد عجیب آدمی ہو۔" وہ کمرے میں داخل ہوتی ہوئی بولی۔ "کل ہی تو ہماری ملاقات ہوئی تھی لیکن مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میں برسوں سے تمہیں جانتی ہوں۔ ہے نا عجیب بات!"

"پھیلاتی رہو اپنی خوشبو۔ جب بھی تمہیں یاد کرتا ہوں۔ تمہاری باتوں کی خوشبو میرے پورے وجود پر مسلط ہو جاتی ہے۔ باتیں کرنے کا اتنا خوبصورت انداز میں نے آج تک کسی لڑکی میں نہیں پایا۔ بیٹھ جاؤ.... کیا پیو گی۔"

"بس باہر ہی کھائیں گے۔"

"اچھا تو چلو۔"

دونوں کمرے سے نکلے۔ زینے طے کر کے ڈائننگ ہال سے گذرتے ہوئے پورچ میں آئے۔ یہاں یاسمن کی اسپورٹ کار کھڑی تھی۔

"تمہاری ڈرائیونگ بھی بہت عمدہ ہے۔" عمران نے اس سے کہا۔ "کل شام اس کا اندازہ ہوا تھا۔ ہائے گلبار کی شام یاسمن کے ساتھ کبھی نہ بھلا سکوں گا۔"

"تم ان پھولوں کے درمیان ڈریم لینڈ کے شہزادے معلوم ہو رہے تھے جب تم یہاں سے جانے لگو گے تو میں تم سے نہیں ملوں گی۔"

"کیوں....؟"

"میں بہت جلد رو پڑتی ہوں اور دوسرے میرا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ تمہیں اپنے بارے میں سب کچھ بتا دوں۔"

"میرا بھی یہی دل چاہتا ہے۔"

"اچھا تو پھر ہم دونوں یہی کریں گے۔"

"ضرور.... ضرور...." عمران سر ہلا کر بولا۔

اسپورٹ کار تیز رفتاری سے راستہ طے کر رہی تھی۔ یاسمن ہی ڈرائیو کر رہی تھی اور عمران اس کے قریب بیٹھا ہونقوں کی طرح چاروں طرف دیکھتا جا رہا تھا۔

"کیا دیکھ رہے ہو؟" یاسمن بولی۔

"مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے یہ سب کچھ پہلے بھی دیکھ چکا ہوں حالانکہ یہاں پہلی بار آیا ہوں۔"

"ایسا ہوتا ہے۔ تم ایسی فضاؤں کے بارے میں سوچتے رہے ہو گے اسی لئے اجنبیت نہیں محسوس کرتے۔"

"تم ذہین بھی ہو.... خوبصورت پھول اور ذہانت کی خوشبو مجھے بہت متاثر کرتی ہے کیونکہ خود اول درجے کا بیوقوف ہوں۔"

"بیوقوف نہیں بلکہ سادہ لوح کہو۔ مجھے ایسے لوگ بہت اچھے لگتے ہیں جو چالاک بننے کی کوشش نہ کرتے ہوں۔"

"تم خود بھی تو ایسی ہی ہو۔"

"چالاک بن کر کیا کروں گی۔ ضرورت ہی کیا ہے۔ سیدھے سادھے آدمیوں کی طرح زندہ رہو اور خوشیاں سمیٹتے رہو۔ دوسروں کی چالاکی ہمیں اسی لئے دل گرفتہ کر دیتی ہے کہ ہماری چالاکی مات کھا گئی۔"

"واقعی بہت ذہین ہو۔"

آرٹ گیلری میں پہنچ کر وہ بچوں کی طرح متحیرانہ انداز میں چاروں طرف نظریں دوڑاتے پھر رہے تھے۔ قدیم اور جدید مصوروں کے بیشمار کارنامے یہاں بکھرے ہوئے تھے۔

عمران تصاویر کے قریب رک کر ان سے متعلق اظہار خیال کرتا۔

"مصوری کے بارے میں تمہارا تنقیدی شعور بھی حیرت انگیز ہے۔" یاسمن بولی۔

دفعتاً عمران عمر خیام کی ایک رباعی کے قریب رک کر اس کی طرف مڑا۔

"یہ دیکھو۔ ذرا اس ساقی کو دیکھو۔ کیا تم سے مشابہ نہیں ہے۔"

"میرے خدا۔" یاسمن چونک پڑی۔ "تم ٹھیک کہتے ہو۔"

"میری خوابگاہ میں اسی کی نقل آویزاں ہے۔ میں نے تم سے جھوٹ تو نہیں کہا تھا۔"

"تو آج تم نے مجھے دریافت کیا ہے۔" یاسمن اس کی سنجیدگی پر ہنس پڑی۔

"کاش میں تمہیں ایسے ہی لبادے میں دیکھ سکتا اور تم میری طرف ٹھنڈے پانی کا گلاس بڑھا رہی ہوتیں۔"

"ٹھنڈا پانی کیوں۔" وہ ہنس پڑی۔

"ایسے مواقع پر ٹھنڈا پانی ہی پینا پڑتا ہے۔"

"میں نے ابھی تک تمہیں شراب طلب کرتے نہیں دیکھا۔"

"میں نہیں پیتا۔"

"یہ بھی میرے لئے حیرت انگیز ہے۔"

"یسوع مسیح نے منع کیا ہے اس لئے نہیں پیتا۔"

"میں سوچ بھی نہیں سکتی کہ تم اتنے مذہبی ہو گے۔" یاسمن نے مایوسی سے کہا۔

"کیا مذہبی ہونا بری بات ہے۔"

"نہیں! یہ بھی نہیں کہتی۔"

"کیا تم پیتی ہو؟"

"کبھی کبھی پورٹ یا شیری پی لیتی ہوں۔"

"میرا خیال ہے کہ تمہارے پیغمبر نے بھی شراب پینے کو منع کیا ہے۔ میں نے کہیں پڑھا تھا۔"

"بس اب زیادہ بور مت کرو۔"

"دیکھونا۔ میں نے تمہیں پہلے ہی بتادیا تھا کہ کبھی کبھی بیوقوفی کی باتیں بھی کرنے لگتا ہوں۔"

"ویسے میرا خیال ہے کہ آج سے میں شراب کو ہاتھ نہ لگاؤں گی کیونکہ ایک عیسائی نے میرے پیغمبر کا حوالہ دیا ہے۔"

"کیا برا مان گئیں؟" وہ بوکھلا کر بولا۔

"بالکل نہیں۔ میں تمہاری شکر گذار ہوں۔ اللہ اس کا رسولؐ اور شیرِ خدا مجھے معاف کرے۔"

"واقعی میں نے تمہیں بور کردیا۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ چلو۔ اب میں تمہیں ایک اور ایسے ہوٹیل میں لے چلوں گی جو یہاں کی بہترین تفریح گاہوں میں شمار کیا جاتا ہے۔"

"وہ بھی تمہارے چچا ہی کا ہے۔"

"ہاں۔"

باہر نکل کر وہ پھر اسپورٹ کار میں بیٹھے اور عمران نے اس کے عقب نما آئینے کو اس طرح ایڈجسٹ کیا کہ وہ خود بھی اس پر نظر رکھ سکے کیونکہ شبستان سے نکلتے ہی اس نے محسوس کیا تھا کہ اس کا تعاقب کیا جارہا ہے۔ نیلے رنگ کی ایک ووکس ویگن مسلسل پیچھے لگی رہی تھی اور اب بھی وہ اسے بخوبی دیکھ سکتا تھا۔

نچلا ہونٹ دانتوں میں دباتے ہوئے اس نے کنکھیوں سے یاسمن کو دیکھا۔ وہ کچھ کھوئی کھوئی سی نظر آرہی تھی۔

"میں نے واقعی تمہارا موڈ چوپٹ کردیا۔ معافی چاہتا ہوں۔" اس نے کہا۔

"چھوڑو.... ختم کرو۔ پرانی بات ہوئی۔"

"ویسے میں ایک بڑی عمدہ بات سوچ رہا تھا۔"

"کیا بات؟"

"تم خود اپنا ایک اسنیک بار کیوں نہیں کھول دیتیں۔ اسے مشرقی طرز پر سجاؤ اور خود وہاں وہی قدیم لباس پہن کر بیٹھو جس میں تم عمر خیام کو شراب دے رہی تھیں۔ یقین کرو، وہاں مغرب کے سیاحوں کی بھیڑ رہا کرے گی، کیونکہ وہ مشرق میں مشرقیت دیکھنے آتے ہیں۔"

"خیال اچھا ہے لیکن میرے باپ اتنے مالدار نہیں ہیں۔ تمہیں سن کر حیرت ہوگی کہ ہم گیارہ بھائی بہن ہیں۔ اتنے بڑے کنبے میں ایسی بچت کیسے ہوسکتی ہے جسے کسی بڑے کاروبار میں لگایا

جاسکے۔"

"ہاں یہ بات تو ہے۔ مجھے خوشی ہوئی کہ تم گیارہ ہو۔ میرا باپ تو مجھ ایک کو بھی نہیں برداشت کر سکتا۔"

وہ کچھ نہ بولی۔ نہ جانے کیوں اس کے چہرے پر دوبارہ اضمحلال طاری ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بولی۔ "میرا چچا ان گیارہ میں سے صرف مجھے پسند کرتا ہے۔ باپ سے بھی اس کی لڑائی ہے۔ دونوں بھائی ایک دوسرے کو پسند نہیں کرتے۔"

"یہ تو بری بات ہے۔ ہاں تو تم مجھے اپنے چچا سے کب ملاؤ گی۔"

"میں ان سے ذکر کروں گی۔ بیحد مصروف آدمی ہیں۔ مجھ سے اس لئے خوش ہیں کہ میں ان کے کاروبار میں دلچسپی لیتی ہوں۔"

"خیر دیکھا جائے گا۔"

گاڑی پھر ایک ہوٹل کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔ یہاں سوئمنگ پول کے چاروں کناروں پر میزیں لگی ہوئی تھیں جن کے اوپر بڑے بڑے سائبان تھے عمران نے دو کس ویگن کو بھی کمپاؤنڈ میں پارک ہوتے دیکھا۔ اس میں سے ایک طویل قامت نوجوان بر آمد ہوا تھا۔

"میں ایک کال کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے یاسمن سے کہا۔

"یہاں کسے کال کرو گے۔ میرے علاوہ اور کسی کو جانتے ہو۔"

"ایئر پورٹ۔ میرا ایک سوٹ کیس رہ گیا تھا۔ معلوم کرنا ہے ملا یا نہیں.... مل گیا ہو گا تو شبستان کے لئے کہہ دوں گا۔"

"وہ سامنے بوتھ ہے۔ تم کال کرو۔ میں اندر منیجر کو کچھ ہدایات دوں گی۔" یاسمن نے کہا اور عمران کو وہیں چھوڑ کر چلی گئی۔

بوتھ میں پہنچ کر عمران نے دروازہ بند کیا اور جنرل کے نمبر ڈائیل کئے۔

"وائی تھری۔" جواب ملنے پر اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"اوہ.... تم کہاں ہو؟" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"تھوڑی دیر بعد آپ کو اطلاع مل جائے گی۔" عمران نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "نیلی دو کس ویگن پیچھا نہیں چھوڑ رہی۔"

"کیا مطلب!"

"دیکھئے جنرل صاحب! اگر نادانستگی میں آپ کا کوئی آدمی میرے ہاتھوں مارا گیا تو ذمہ داری مجھ پر نہ ہو گی۔"

"آخر تم نے وہ احمقانہ حرکت کیوں کی تھی۔"

"فون پر اس کے متعلق گفتگو نہیں کر سکتا۔ لیکن آپ کو یہ طریقہ ترک کرنا پڑے گا۔ نیلی ووکس ویگن واپس منگوا لیجیے۔"

"خیر.... اچھا.... اچھا۔ مجھ سے جلد ملنے کی کوشش کرو۔"

"شکریہ! جلد ہی ملوں گا۔"

"سلسلہ منقطع کر کے وہ بوتھ سے باہر نکل آیا۔ نیلی ووکس ویگن والا بوتھ کے قریب ہی کھڑا نظر آیا تھا۔

عمران اس کی طرف توجہ دیئے بغیر بائیں جانب والے سائبان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

سوئمنگ پول میں نوجوان لوگ ڈائیو کر رہے تھے۔ ان میں خوش رنگ اور متناسب جسموں والی لڑکیاں بھی تھیں۔

وہ سائبان کے نیچے پہنچا ہی تھا کہ یاسمن واپس آتی دکھائی دی۔ اس کے پیچھے ایک آدمی مودبانہ چلا آ رہا تھا۔ قریب پہنچ کر اس نے عمران سے پوچھا۔ "کس طرف بیٹھنا چاہتے ہو!"

"جہاں دل چاہے بیٹھ جاؤ۔ میرے پاس سوئمنگ ڈریس ہوتا تو میں بھی غسل کا لطف اٹھا سکتا تھا۔"

"وہ بھی مہیا کر دیا جائے گا۔ تو پھر پہلے غسل ہی کر لو۔ پھر کھائیں گے۔ میں بھی تھوڑی سی ڈائیونگ کرنا چاہتی ہوں۔"

وہ پھر چلی گئی تھی۔ شائد غسل کا لباس فراہم کرنے کے لئے۔ عمران سائبان کے نیچے ہی بیٹھا رہا۔ نیلی گاڑی والا پھر دکھائی دیا۔ وہ بھی اسی سائبان میں چلا آیا تھا۔ عمران کے قریب ہی کی ایک میز کے سامنے بیٹھ گیا۔

یاسمن واپس آئی تو عمران آہستہ سے بولا۔ "پہلے میری ایک بات سن لو۔"

"ہاں۔ کیا ہے۔" وہ رازدارانہ انداز میں اپنا کان اس کے منہ کے قریب لے گئی۔

"اگر میں نے تمہیں غسل کے لباس میں دیکھ لیا تو پھر میرا فرانس واپس جانے کو دل نہ چاہے گا۔"

وہ سیدھی کھڑی ہو کر ہنس پڑی اور پھر بولی۔ "میں تو یہ سوچ رہی تھی کہ کہیں تمہیں غسل کے لباس میں دیکھ کر مجھے قے نہ ہو جائے۔ مرد اسی وقت تک اچھے لگتے ہیں جب تک وہ پورے کپڑے پہنے ہوں۔ بھلا ان کے جسموں میں خوبصورتی کی کون سی چیز ہوتی ہے۔"

"بالکل ٹھیک۔ بڑی عمدہ بات کہی تم نے.... مردوں سے زیادہ بے ہنگم جانور خدا نے پیدا

نہیں کئے۔ میں نے ایک بار پیرس میں ایک ایسا لمبا اور دبلا پتلا آدمی دیکھا تھا جو پانی میں تیرتے وقت بالکل بام مچھلی معلوم ہوتا تھا۔"

"اگر تم کہو تو یہاں بھی تمہیں ایک ایسا آدمی دکھا سکتی ہوں۔" وہ ایک بہت بڑا پامسٹ اور نجومی ہے، جو حکم لگا دیتا ہے وہی ہوتا ہے اور بڑی عجیب بات ہے کہ اس نے ایک بام مچھلی بھی پال رکھی ہے۔"

"تم نے اپنے مستقبل کے بارے میں بھی اس سے کچھ پوچھا؟"

"نہیں۔ مجھے تو وہ بہت سور معلوم ہوتا ہے۔ ویسے میرے چچا اس کا بہت احترام کرتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ کوئی مافوق الفطرت ہستی ہو۔"

"بام مچھلی کی کیا بات کہی تھی؟"

"میں نے چچا سے سنا تھا کہ اس کے یہاں ایک بہت بڑے ایکیوریم میں ایک چار فٹ لمبی بام مچھلی تیرتی رہتی ہے اور اس کا جسم بھی بام مچھلی ہی کی طرح لچکیلا ہے ایسا لگتا ہے جیسے جسم میں ہڈیاں ہی نہ ہوں.... خود چچا کا خیال ہے کہ وہ اس بام مچھلی سے بہت مشابہت رکھتا ہے۔"

"اب تو اسے دیکھنے کو دل چاہنے لگا ہے۔ واقعی عجیب ہوگا۔ وہ کہاں رہتا ہے۔"

"یہ تو نہیں بتایا چچا نے۔"

"خیر ہوگا....اب کیا پروگرام ہے۔"

"کھانا کھا کر یہیں آرام کریں گے۔"

"جہاں آرام کرنا ہے۔ وہیں کھانا کیوں نہ کھائیں۔" عمران نے انکھیوں سے نیلی کار والے کو دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ اسے مایوس کر دینا چاہتا تھا۔

"چلو یہی سہی۔" وہ اٹھتی ہوئی بولی۔



پروفیسر تلگاوا کی تجربہ گاہ شہر سے باہر تھی۔ دس گیارہ سال سے وہ یہاں مقیم تھا اور یہاں کی حکومت نے اس کے تحقیقی کاموں کے سلسلے میں آسانیاں فراہم کی تھیں۔

تلگاوا پرتگالی تھا۔ لیکن عام طور پر لوگ اسے فرانسیسی سمجھتے تھے کیونکہ وہ فرانسیسی بھی بڑی روانی سے بول سکتا تھا۔

اس کے ساتھ اس کی جوان العمر بیوی ماریانا بھی تھی۔ بچے نہیں تھے۔ خود پروفیسر پچاس سال سے کم کا نہ رہا ہوگا۔

پروفیسر اس وقت اپنی تجربہ گاہ میں وائی تھری کی تصویر پر کچھ مزید تجربات کر رہا تھا۔
مقامی پولیس نے اس سے استدعا کی تھی کہ وہ کسی طرح اس تصویر کے صحیح خدوخال کی بھی نشاندہی کرنے کی کوشش کرے۔
دفعتاً تجربہ گاہ کا دروازہ کھلا اور ایک دبلا پتلا اور لمبا آدمی اندر داخل ہوا۔
پروفیسر چونک پڑا۔ نہ صرف چونک پڑا تھا بلکہ اس کے چہرے پر خوفزدگی کے آثار بھی نظر آئے تھے۔
"تت.... تم.... اندر کس طرح آئے۔"
"مسز تلگاوا کو ڈھونڈتا پھر رہا ہوں۔"
"مجھے بیہودہ مذاق پسند نہیں ہے۔ بتاؤ اندر کیسے آئے۔ سارے دروازے مقفل تھے۔"
"میں ہوا بن کر دروازوں کے رخنوں سے بھی گذر سکتا ہوں۔ مگر ماریانا کہاں ہے۔"
"بکواس مت کرو نکل جاؤ یہاں سے۔" پروفیسر نے اسے للکارنے کی کوشش کی لیکن اس کی آواز میں خوف کی لرزش بدستور موجود تھی۔
"میں تمہارا باس ہوں تلگاوا۔ میرا احترام کرو۔"
"میں ٹی تھری بی کے علاوہ اور کسی کو جوابدہ نہیں۔"
"تم سنگ ہی کے غلام ہو تلگاوا۔ مجھے درمیان میں لائے بغیر تم ٹی تھری بی سے رابطہ قائم نہیں کر سکتے۔"
"میں کہتا ہوں چلے جاؤ یہاں سے گندے پیلے سور۔"
"میں تمہاری بدکلامی کا برا نہیں مانوں گا کیونکہ تم ایک بہت خوبصورت بیوی کے شوہر ہو۔" سنگ نے سفاک سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔
تلگاوا ایک بڑا سا ہتھوڑا اٹھا کر سنگ کی طرف جھپٹا لیکن دوسرے ہی لمحے میں ہتھوڑا تو اچھل کر دور جا گرا اور سنگ کسی آکٹوپس کی طرح اس سے چمٹتا ہوا بولا "گرفت بتدریج سخت ہوتی جائے گی اور بالآخر تمہاری پسلی کی ہڈیاں چٹاچٹ ٹوٹنے لگیں گی۔ میری گرفت میں بتدریجی دباؤ محسوس کرنے کی کوشش کرو تلگاوا۔"
ذرا ہی سی دیر میں تلگاوا اس طرح چیخنے لگا تھا جیسے سچ مچ موت کے شکنجے سے بچ نکلنے کے لئے دیوانہ وار جدوجہد شروع کر دی ہو۔
"بتاؤ.... ماریانا کہاں ہے؟"
"بیڈروم... بیڈروم کے نیچے والے تہہ خانے... وہ تم... سے ڈرتی ہے اس پر رحم کرو۔"

سنگ اسے چھوڑ کر ہٹ گیا۔

تلگاوا کی آنکھیں بند تھیں اور وہ کھڑا اس طرح جھوم رہا تھا جیسے بہت زیادہ پی گیا ہو سانسیں چڑھی ہوئی تھیں۔ پھر وہ دفعتاً فرش پر آ رہا سنگ خاموشی سے باہر نکل گیا پل بھر کے لئے مڑ کر بھی نہیں دیکھا تھا کہ تلگاوا پر کیا گذری۔

تلگاوا چند لمحے آنکھیں بند کئے پڑا رہا۔ پھر کسی زخمی جانور کی طرح گھسٹتا ہوا ایک جانب بڑھنے لگا۔ کھڑے ہونے کی سکت شائد اب بھی نہیں تھی۔

بائیں جانب والی دیوار کے قریب پہنچ کر اس نے ایک ذیلی سوئچ بورڈ کا سرخ پش بٹن دبایا۔ ہلکی سی سرسراہٹ ہوئی اور سوئچ بورڈ کے برابر ہی دیوار سے ایک خانہ بر آمد ہوا جس میں سیاہ رنگ کی چھوٹی سی مشین نصب تھی اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ایک سوئچ آن کیا۔ ہلکی سی آواز جو ہواؤں کے مدہم سے شور سے مشابہ تھی کمرے میں گونجی۔ پھر وہ آہستہ آہستہ ایک چھوٹی سی چرخی کو گردش دینے لگا۔ ساتھ ہی کہتا جا رہا تھا۔ "ہلو مادام....! ٹی تھری بی ہلو.... مادام ٹی تھری بی...."

اچانک اس مشین سے ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے بہت سے کتے بھونک رہے ہوں۔

پھر اس نے پشت پر قہقہے کی آواز سنی اور کسی چوٹ کھائے ہوئے سانپ کی طرح پلٹ پڑا۔

سنگ ہی دروازے میں کھڑا ہنس رہا تھا۔ تلگاوا اسے متنفر آمیز نظروں سے دیکھتا رہا۔

"پروفیسر!" سنگ مضحکانہ انداز میں بولا۔ "میری ہر بات پر یقین کرنا سیکھو ورنہ غارت ہو جاؤ گے۔"

تلگاوا کچھ نہ بولا۔ سنگ نے آگے بڑھ کر اس انوکھی وضع کے ٹرانسمیٹر کا سوئچ آف کر دیا۔ اس کے بعد تلگاوا کو سہارا دے کر اٹھاتا ہوا بولا۔ "بالکل خبطی ہو.... ماریانا جہاں تھی وہیں ہے۔ میں نے اس سے ملنے کی کوشش نہیں کی۔ تمہیں یہ بتانا چاہتا تھا کہ اب کوئی بھی براہ راست مادام سے گفتگو نہیں کر سکتا، جو کچھ کہنا ہے مجھ سے کہو۔ ماریانا مجھے اچھی لگتی ہے میں اسے تم سے جدا نہیں کروں گا۔ تم دراصل وہمی ہو۔ اس ڈر سے اس کو باہر نہیں نکلنے دیتے کہ کہیں وہ کسی جوان آدمی سے متاثر نہ ہو جائے۔"

"یہ جھوٹ ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔" سنگ اسے سہارا دیتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ "میرے آدمیوں میں سے ایک اور مارا گیا اس کی لاش ہال میں موجود ہے اور اس لاش کے ساتھ بھی وہی تصویر پائی گئی ہے۔"

"آخر وہ کون ہے؟"

"تمہیں کسی نہ کسی طرح اس کے صحیح خدوخال واضح کرنے ہیں۔"

"کوشش کر رہا ہوں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اس میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔"

"سنگ اسے ہال میں لایا جہاں پر ایک لاش پڑی ہوئی تھی۔

"یہ بھی مثلث ہی کی وجہ سے مارا گیا کیونکہ اس نامعلوم آدمی کے پاس ایک آئیڈنٹٹی فائر موجود ہے۔ لہٰذا اب تم گریڈ ٹو کے سارے آدمیوں سے مثلث واپس لے لو۔"

"ب.... بہت اچھا۔" تلگا واہکلایا۔

"اور کبھی ماریانا کو ساتھ لے کر باہر بھی نکل جایا کرو۔ ورنہ مقامی حکام خواہ مخواہ تم سے متعلق شبہات میں مبتلا ہو جائیں گے۔"

"مجھے اس پر مجبور نہ کرو۔ میں درخواست کرتا ہوں۔"

"آخر کیوں؟"

"تم سے مطلب" پروفیسر حلق پھاڑ کر دہاڑا۔ سنگ کی مسکراہٹ غصہ ہی دلانے والی تھی۔

"وہ مجھے اچھی لگتی ہے۔ کتنی بار کہوں۔ اس گھٹے ہوئے ماحول میں وہ اپنی تازگی کھو بیٹھے گی۔"

"او.... خدا۔" پروفیسر دانت پیس کر اپنا سر پیٹتا ہوا بولا۔ "میں نے اس نطفہ ناتحقیق کو ہلاک کیوں نہیں کر دیا۔"

"اب کوشش کر دیکھو۔" سنگ بالکل بچوں کے سے انداز میں اسے چھیڑ رہا تھا۔

پروفیسر پاگلوں کی طرح چیختا اور اپنے بال نوچتا رہا۔



رات کے دس بجے تھے۔ ڈائننگ ہال سے اٹھ کر عمران اپنے کمرے میں آیا۔ یاسمن گھر جا چکی تھی۔ رات کا کھانا بھی اس نے عمران ہی کے ساتھ کھایا تھا۔

سرِ شام ان کی واپسی ہوئی تھی اور عمران اسی کے ساتھ ڈائننگ ہال ہی میں بیٹھا رہا تھا۔

کمرے میں داخل ہو کر اس نے چاروں طرف متجسسانہ نظر ڈالی اور سوٹ کیس پر نظر پڑتے ہی اندازہ کر لیا کہ اس کی عدم موجودگی میں کسی نے کمرے میں داخل ہو کر سامان کی تلاشی لی تھی۔

صبح یاسمن کے ساتھ جانے سے پہلے اس نے اپنے سامان پر کچھ ایسی نشانیاں چھوڑی تھیں جن کے ایک آدھ انچ ادھر یا ادھر ہونے کی بناء پر وہ آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتا کہ اس کی عدم موجودگی میں اسے ہاتھ لگایا گیا ہے۔

دروازہ بولٹ کر کے وہ سوٹ کیس کے قریب آیا اور اس کا ڈھکنا اٹھاتے ہی وہ چیز بھی نظر آ گئی جو نہ تو اس کی ملکیت تھی اور نہ پہلے سے سوٹ کیس میں موجود تھی۔

یہ ایک چھوٹا سا وائر ریکارڈر تھا۔

"ہوں۔" وہ آہستہ سے بڑبڑایا "تو یہ بات ہے۔ کیوں حماقتیں کر رہے ہو پیارے۔ تم باز نہیں آؤ گے۔"

وائر ریکارڈر اٹھا کر اس نے اس کا ڈسپلے بٹن دبایا اور پھر اسے کان کے قریب لے جا کر سننے لگا۔

آواز آرہی تھی۔ "ہیلو وائی تھری۔ تم اس پروفیسر تلگاوا کے متعلق ضرور کچھ جاننا چاہو گے لہٰذا سنو یہ دس سال قبل پرتگال کی ایک یونیورسٹی سے یہاں آیا تھا۔ ماہر برقیات ہے۔ ہماری حکومت سے بھی وظیفہ لے رہا ہے لیکن اس کا اس طرح اچانک سامنے آنا مجھے شبہے میں ڈال رہا ہے تمہیں آگاہ کیا جارہا ہے اگر مناسب سمجھو تو اسے چیک کر لو۔ کوئی پیغام مجھے دینا چاہو تو اسے ریکارڈ کر کے اس ریکارڈر کو کسی ردی کاغذ میں لپیٹ کر کل صبح ٹھیک آٹھ بجے ہوٹل کے پورچ والے ڈسٹ بن میں ڈال دینا۔ اوور۔"

عمران نے جنرل کی آواز پہچان لی تھی اس نے وائر کو ریوائنڈ کیا اور ریکارڈر کو منہ کے قریب لا کر آہستہ آہستہ کہنا شروع کیا۔ "توجہ کا شکریہ! پروفیسر نے جس لاش کے ساتھ پائی جانے والی تصویر کے بارے میں اظہار خیال کیا تھا وہ پولیس اسٹیشن کے قریب نہیں پھینکی گئی تھی۔ وہاں کس طرح پہنچی اخبار میں چھپی ہوئی تصویر سے میرے میک اپ کا سراغ پالینا ناممکن ہے البتہ کیمرہ فوٹو کا الیکٹرونک ٹسٹ میک اپ کی نشاندہی کر سکتا ہے لہٰذا وہ لاش تصویر کو ٹسٹ کر لینے کے بعد ہی پولیس اسٹیشن کے قریب پھینکوا دی گئی ہو گی جہاں میں نے اسے پھینکا تھا وہ جگہ پولیس اسٹیشن سے دو میل کے فاصلے پر ہے۔ دراصل یہ حرکت اسی لئے کی گئی ہے کہ میں پروفیسر پر دھاوا بول کر ان لوگوں کے جال میں پھنس جاؤں۔ اس لئے فی الحال آپ لوگ بھی اس سے دور رہیئے میں مناسب وقت پر اسے بھی دیکھ لوں گا....."

وائر ریکارڈر کو اس نے پھر سوٹ کیس میں ڈال دیا اور کپڑے اتارنے ہی والا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر بُرا سا منہ بنایا اور ماؤتھ پیس میں کراہا۔ "ہیلو...."

"ہائیں.... کیا تم بیمار ہو۔" دوسری طرف سے یاسمن کی آواز آئی۔

"اُوہو.... تم ہو.... نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں کیا تم گھر پہنچ گئیں۔"

"نہیں! چچا کے گھر سے بول رہی ہوں۔ وہ تم سے اسی وقت ملنا چاہتے ہیں۔"

"کیوں کیا بات ہے۔"

"بات دراصل یہ ہے کہ انہیں میری اور تمہاری دوستی پر حیرت ہے۔"

"ہائیں! کیوں.... کیا میں اس قابل نہیں ہوں۔"

"نہیں یہ بات نہیں! اور دراصل میں بہت ہی چڑچڑی اور بددماغ مشہور ہوں۔ آج تک میں نے کسی مرد کو اس حد تک منہ نہیں لگایا تھا کہ اُس کے ساتھ گھومتی پھروں۔"

"اب تو مارے گئے۔" عمران ماؤتھ پیس کو ہتھیلی سے بند کر کے بڑبڑایا۔

"ہیلو...." دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہیلو...." عمران نے مردہ سی آواز میں کہا۔

"وہ اسی وقت ملنا چاہتے ہیں اس لئے تمہیں ملنا پڑے گا ورنہ وہ اپنی سخت توہین محسوس کریں گے۔"

"کیا وہ قریب ہی کہیں موجود ہیں۔ تم کہاں سے فون کر رہی ہو....؟"

"کافی دور سے.... وہ کسی دوسرے کمرے میں ہیں اور وہاں سب سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہو گی کہ تم اس بدہیئت آدمی کو بھی دیکھ سکو گے جو بام مچھلی سے مشابہ ہے۔ وہی نجومی اس وقت چچا کے ساتھ ہے۔"

"تو پھر میں کہاں آؤں۔"

"گاڑی بھیج دی گئی ہے۔ عنقریب کوئی تمہارے کمرے کے دروازے پر دستک دے گا۔"

"اچھا میں منتظر رہوں گا۔" عمران نے کہا اور ریسیور رکھ کر سوٹ کیس کی طرف جھپٹا اور اس میں سے وائر ریکارڈر نکال کر اسے بڑی پھرتی سے پلاسٹک کی تھیلی میں پیک کرتا ہوا راہداری میں آ گیا۔ دروازے کی بائیں جانب کاکٹس کا گملا رکھا ہوا تھا۔ فوراً ہی وائر ریکارڈر اس کی گیلی مٹی میں دفن کر دیا گیا۔ جنرل نے اُسے ڈسٹ بن میں ڈالنے کا وقت دوسری صبح آٹھ بجے معین کیا تھا۔ اس لئے اس کی عدم موجودگی میں وہ سوٹ کیس میں بھی نہیں چھوڑا جا سکتا تھا اور ساتھ رکھنا بھی خطرے سے خالی نہ ہوتا کیونکہ وہ ایک ایسی جگہ جانے والا تھا جہاں سنگ کی موجودگی کی اطلاع پہلے ہی سے مل چکی تھی۔

کمرے میں داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کیا اور آئینے کے سامنے بیٹھ کر اپنے میک اپ کا جائزہ لینے لگا۔ عمران کو یقین تھا کہ سنگ ہی اسے پہچان نہ سکے گا کیونکہ ایک حیرت انگیز لوشن نے اس کی آنکھوں کی بناوٹ تک بدل دی تھی۔

وائی تھری کے میک اپ میں بھی آنکھیں عمران کی آنکھوں کی حیثیت سے شناخت نہیں کی جا سکتی تھیں۔ تلگاوا بھی ان کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔

پندرہ منٹ بعد کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"اندر آجاؤ۔" عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

ایک آدمی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا لیکن وہ ڈرائیور نہیں معلوم ہوتا تھا۔

"موسیو.... لیی ردلاں....؟" اس نے فرانسیسی ہی کے سے لہجے میں کہا۔ عمران نے کسی قدر خم ہو کر اس کے خیال کی تصدیق کی۔

"آپ کو ماموزئیل یاسمن کا پیغام ملا ہوگا؟"

"یقیناً.... میں تیار ہوں۔" عمران خوشی ظاہر کرتا ہوا بولا۔ "ذرا.... ایک منٹ تم بیٹھو.... میں باتھ روم تک...."

وہ تیزی سے باتھ روم میں داخل ہوا تھا اور کوئی چیز واش بیسن کے نیچے سے نکال کر کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لی تھی۔

واپسی پر اُس نے نووارد سے کہا کہ اسے اپنا طبّی معائنہ کرانا پڑے گا۔ کیونکہ آب و ہوا کی تبدیلی نے اس کے مثانے پر بُرا اثر ڈالا ہے۔

"ضرور جناب!" نووارد نے کہا اور اس کے لئے دروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔

"شکریہ...." عمران نے باہر نکل کر دروازے کو مقفّل کرتے ہوئے کہا۔ ڈائننگ ہال میں کنجی کاؤنٹر کلرک کے حوالے کر کے وہ پورچ میں آیا۔ یہاں ایک لمبی سی سیاہ گاڑی کھڑی تھی۔ نووارد نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور عمران اندر بیٹھ گیا۔ دروازہ بند کر کے نووارد ڈرائیور کے برابر جا بیٹھا تھا۔

گاڑی حرکت میں آگئی لیکن عمران محسوس کر رہا تھا کہ وہ جو آد حیدر کے محل کی طرف نہیں جا رہی۔ یاسمن اُسے پہلے ہی محل دور سے دکھا چکی تھی۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔ لیکن جب گاڑی شہری آبادی چھوڑ کر ویرانے میں نکل آئی تو اُسے ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جانا پڑا۔ اس کی خاموشی اور ماحول سے لاتعلقی کے مظاہرے میں فرق نہ آیا۔ بالکل ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ یاسمن پر اندھا اعتماد رکھتا ہو۔

اندھیرا اتنا گہرا تھا کہ ہیڈ لائٹس کی زد میں آنے والے سڑک کے حصّے کے علاوہ اور کچھ بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ پھر اچانک گاڑی بائیں جانب سے کسی کچے راستے پر مڑ گئی۔ تھوڑے ہی فاصلے پر کسی عمارت کی روشن کھڑکیاں اندھیرے میں عجیب سے پیٹرن بنا رہی تھیں۔

گاڑی کی رفتار کم ہو گئی تھی۔ عمارت کی روشنیاں آہستہ آہستہ قریب ہوتی رہیں۔ راستہ ناہموار تھا اس لئے گاڑی میں بیٹھنے والے بار بار جھکولے کھا رہے تھے۔ اسی دوران میں عمران کی

بایاں ہاتھ اجنبی کی گردن پر پڑا اور داہنا ہاتھ کنپٹی پر.. پھر جتنی دیر میں ڈرائیور کچھ سمجھنے کی کوشش کرتا اس کی گردن سے پستول کی نال جا لگی۔

"احتیاط..." عمران خونخوار لہجے میں بولا۔ "گاڑی عمارت کے قریب کھڑی کر کے انجن بند کرنا اور کنجی میرے حوالے کر دینا۔ پستول بے آواز ہے۔"

اسٹیرنگ پر ڈرائیور کے ہاتھ کانپ گئے۔

"ہوشیار... ورنہ اس سے پہلے مر جاؤ گے۔" عمران نے اس کی گردن پر پستول کا دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔

عمارت کے قریب پہنچ کر اس نے گاڑی روکی اور کنجی عمران کے حوالے کر دی۔ دوسرے ہی لمحے پستول کا دستہ اس کی کنپٹی پر پڑا اور وہ بھی بیہوش ساتھی پر ڈھیر ہو گیا پھر عمران گاڑی سے اترا تھا اور اندھیرے میں مدغم ہو گیا تھا۔



اس وقت تجربہ گاہ میں تلگاوا کی کمسن اور خوبصورت بیوی ماریانا بھی موجود تھی اور تلگاوا مضطربانہ انداز میں چاروں طرف ٹہلتا پھر رہا تھا۔ ماریانا اُسے گھورے جا رہی تھی کبھی کبھی کچھ کہنے کے لئے ہونٹوں کو جنبش دیتی اور پھر رک جاتی۔

دفعتہً چار آدمی تجربہ گاہ میں داخل ہوئے یہ بھی اُسی کی طرح سفید فام غیر ملکی تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔

"پروفیسر! گاڑی میں دو آدمی بیہوش پڑے ہیں اور تیسرے کا پتا نہیں۔"

"کیا مطلب؟" پروفیسر چونک پڑا۔

"مطلب یہ کہ وہ آدمی گاڑی میں موجود نہیں جس کے بارے میں چھان بین کرنی ہے۔"

"تو پھر میں کیا کروں" تلگاوا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"م.... مطلب یہ کہ.... باس۔"

"خاموش رہو۔ اس ولد الحرام کا ذکر نہیں سننا چاہتا۔"

"پھر ہم کیا کریں۔"

"اپنے باس سے پوچھو"

"ہم نہیں جانتے کہ وہ اس وقت کہاں ہوں گے۔"

"تم پھر جاؤ.... تم بھی کہیں جا کر سو رہو۔"

"کوئی..." دوسرا بولا۔ "پروفیسر ٹھیک تو کہہ رہے ہیں انہیں ان معاملات سے کیا سروکار۔"

"چلو... تو پھر تلاش کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کی بیہوشی کا باعث وہی ہو گا.. اور گاڑی کے بغیر یہاں سے واپس نہیں جا سکے گا لہذا گاڑی ہی کی نگرانی کرتے رہو۔"

وہ چاروں واپس چلے گئے اور پروفیسر قہر آلود نظروں سے دروازے کو گھورتا رہا۔

"کیا قصہ ہے۔" ماریانا نے پروفیسر کے قریب آکر پوچھا۔

"اس کتے نے کسی کو بھجوایا تھا جس کے بارے میں چھان بین کرنی تھی کہ فرانسیسی ہے یا نہیں... میک اَپ تو نہیں ہے۔"

"تو پھر کیا ہوا۔"

"جو کچھ ہوا ابھی سن چکی ہو۔" پروفیسر نے ناخوشگوار لہجے میں کہا او پھر یک بیک اچھل پڑا کیونکہ پے درپے دو چیخیں سنائی دی تھیں۔

"یہ.... یہ کیا ہوا..؟" ماریانا خوفزدہ لہجے میں بولی۔

"ہو گا کچھ.... جہنم میں جائے۔ اس کتے کے پلّے نے مجھے بے بس کر کے رکھ دیا ہے.... اس حد تک کہ میں اپنی آواز بھی مادام تک نہیں پہنچا سکتا۔"

دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سن کر وہ خاموش ہو گیا۔ ان چاروں میں سے دو آدمی اندر داخل ہوئے جو کچھ دیر پہلے یہاں آئے تھے۔

"کیا بات ہے۔" پروفیسر نے پوچھا۔

"کوٹی.... اور ڈیوک مارے گئے۔"

"کیا مطلب؟"

"فائر.... سائیلنسر لگے ہوئے پستول کے فائر۔ وہ اندھیرے میں بھیڑیوں کی طرح شکار کر رہا ہے۔"

"تلاش کرو۔" پروفیسر غرایا۔

"ہرگز نہیں... باہر گہرا اندھیرا ہے۔ ہم اندھے کنوئیں میں چھلانگ نہیں لگا سکتے۔"

"اچھا تو.. یہاں سے چلے جاؤ۔ میں اپنی تجربہ گاہ میں اس کتے کے حلیفوں کو دیر تک برداشت نہیں کر سکتا۔"

"کیا تم چاہتے ہو کہ ہم مار ڈالے جائیں۔"

"سنو ڈارلنگ۔" ماریانا پروفیسر کو مخاطب کر کے بولی۔ "اگر وہ اس طرح مرنے مارنے پر آگیا ہے تو پھر ہم بھی تو خطرے میں ہیں۔"

"نہیں۔" دفعتاً دروازے کی طرف سے آواز آئی۔ "خطرے میں صرف وہی ہیں جنہوں

علم ہے غداری کی ہے۔ مادام کے حکم پر اپنی شخصیت کو فوقیت دیتے ہیں۔"

"لل.... لیمی.... رولاں۔" پروفیسر ہکلایا۔ ماریانا اس کے ہاتھ میں نظر آنے والے پستول کو گھورے جا رہی تھی اور چاروں کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے تھے۔

"تم دونوں اپنے ہاتھ نیچے گرادو۔" عمران نے پروفیسر سے کہا۔ "مجھے علم ہے کہ تم دونوں غدار نہیں ہو۔"

"شکریہ!" پروفیسر نے طویل سانس لی۔

"اور تم دونوں باہر چلو۔" اُس نے پستول کو جنبش دی۔ "چلو ورنہ سچ مچ یہیں ختم کردوں گا۔"

"کک... کہاں جانا ہے...؟"

"اپنے باس کے پاس لے چلو۔"

"ہم نہیں جانتے کہ وہ کہاں رہتے ہیں۔ یقین کرو۔"

"اچھا تو وہیں لے چلو جہاں تم رہتے ہو۔"

"یہ ہو سکتا ہے.... چلو۔"

وہ دونوں دروازے کی طرف مڑ گئے۔

ان کے باہر نکل جانے پر ماریانا بڑبڑائی۔ "مجھ پر غشی طاری ہو رہی ہے سہارا دو۔"

پھر وہ لڑکھڑائی بھی تھی۔ پروفیسر نے آگے بڑھ کر اسے سنبھالا ہی تھا کہ باہر سے پے در پے دو چیخیں ایک بار پھر سنائی دیں۔

"اوہ.... خدا...." ماریانا خود بخود سنبھل گئی۔

"شش.... شائد وہ بھی مارے گئے۔" پروفیسر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"لیمی.... رولاں.... مادام ہی کا نمائندہ معلوم ہوتا ہے یہ بہت اچھا ہوا... بہت ہی اچھا۔"

عمران پھر تجربہ گاہ میں داخل ہوا۔

"تم اسے کس طرح مطلع کرو گے کہ لیمی رولاں چار کو قتل اور دو کو بیہوش کر کے نکل گیا۔" عمران نے پروفیسر سے پوچھا۔

"شائد کچھ دیر بعد وہ خود ہی فون پر رابطہ قائم کرے۔ میں تو نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہوگا۔ موسیو رولاں...."

عمران نے ماریانا کی طرف دیکھ کو پوچھا۔ "مادام تلگاوا....؟"

"ہاں....!"

"اچھا تو پروفیسر انہیں خوابگاہ میں چھوڑ آؤ۔ ہم کچھ ضروری باتیں کریں گے۔"

تلگاوا نے ماریانا کی طرف دیکھا۔

"نن.... نہیں.... میں تنہا نہیں رہوں گی۔"

"اچھی بات ہے تو یہیں کسی طرف بیٹھ جاؤ۔" تلگاوا بولا اور عمران سے کہا۔

"ماریانا.... رازدار ہے۔ میں نے تنظیم سے باہر شادی نہیں کی تھی۔"

"ٹھیک ہے.... کوئی حرج نہیں.... روشنی بجھاؤ۔ ہم آہستہ آہستہ گفتگو کریں گے۔ میں محسوس کر رہا ہوں کہ مادام تلگاوا اسی خبیث سے خائف ہیں۔"

"تم ٹھیک سمجھے موسیو رولاں۔" تلگاوا غضبناک ہو کر بولا۔ "تنظیم ایسے گندے سوروں کو برداشت نہیں کر سکتی۔ پتا نہیں مادام نے اس پر کیسے اعتماد کر لیا۔"

"تمہیں مادام پر نکتہ چینی کا حق نہیں پہنچتا۔" دفعتہً عمران غرایا۔

"معافی چاہتا ہوں موسیو۔ دراصل حالات نے میری عقل چوپٹ کر دی ہے۔"

"ہر حال میں محتاط رہو۔ اچھا اب لائٹ آف کر دو۔ ہم سوئچ بورڈ کے قریب کھڑے ہو کر گفتگو کریں گے۔"

پھر تجربہ گاہ میں اندھیرا ہو گیا۔ اس سے قبل تلگاوا نے دروازے کو اندر سے مقفل کیا تھا۔

"کک.... کہیں وہ دونوں ہوش میں نہ آ جائیں جن کا ذکر ان چاروں نے کیا تھا۔" تلگاوا آہستہ سے بولا۔

"ان کی فکر نہ کرو۔ اب وہ گاڑی میں نہیں ہیں اور کئی گھنٹے تک گہری نیند سوتے رہیں گے۔"

"اور وہ چاروں سچ مچ مر گئے۔" تلگاوا نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا "بالکل" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ "وہ دونوں بھی مر جاتے اگر مقامی آدمی نہ ہوتے کیونکہ ان کے بارے میں مجھے یقین نہیں کہ وہ معمولی ملازم ہیں یا تنظیم ہی سے متعلق ہیں۔"

"میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔"

"اگر وہ تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو کہہ دینا کہ تم نے بمشکل اپنی اور اپنی بیوی کی جان بچائی ہے۔"

"تو کیا وہ تصویر والی لاشیں بھی....؟"

"وہ میرے لئے بھی حیرت کا باعث ہیں۔ نہیں میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ خیر سنو.... اُسے میری اصلیت نہ معلوم ہونے پائے۔ میں تم سے ملتا رہوں گا۔ تم یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ وہ کن مقامات پر قیام کرتا ہے۔ میں اسے زندہ گرفتار کر کے مادام کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ مجھے یہی حکم ملا ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ میں مادام کا خادم ہوں۔ انہی کے لئے زندہ ہوں اور انہی کے لئے مروں گا۔"

"پھر ذہن نشین کرلو۔ اسے ہرگز نہ معلوم ہونے پائے کہ میں مادام کا فرستادہ ہوں۔"

"اطمینان رکھو موسیور ولاں۔"

"اچھا بس.... میں چلا۔"

تلگاوا نے سوئچ آن کر کے تجربہ گاہ میں روشنی کر دی۔ پھر اس نے دروازے کا قفل کھولا تھا اور عمران باہر نکلا چلا گیا تھا۔

"چلو۔" اس نے ماریانا سے کہا "ہم خوابگاہ والے تہہ خانے میں چلتے ہیں تاکہ اُسے ہماری بات پر یقین آسکے۔"

بمشکل تمام وہ ماریانا کو وہاں سے لے جانے میں کامیاب ہو سکا تھا۔ وہ تو اتنی خوفزدہ تھی کہ اپنی طاقت سے کھڑی بھی نہیں ہو سکتی تھی۔

خوابگاہ میں پہنچ کر اس نے مسہری کے نیچے کسی میکنزم کو حرکت دی تھی اور مسہری ایک طرف سے اٹھی تھی اور پچھتر ڈگری کے زاویہ پر رک گئی تھی۔

تہہ خانے کا راستہ ظاہر ہو گیا۔ گیارہ سیڑھیاں انہیں نیچے لے گئیں پھر جیسے ہی پروفیسر نے روشنی کا سوئچ آن کیا مسہری اپنی جگہ پر واپسی کے لئے آہستہ آہستہ حرکت کرنے لگی۔



سنگ ہی بار بار فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کئے جا رہا تھا۔ لیکن دوسری طرف سے جواب نہیں مل رہا تھا۔ بالآخر ریسیور کریڈل پر رکھ کر وہ خالی خالی نظروں سے خلا میں گھورنے لگا۔

کلاک نے رات کا ایک بجایا۔ ساتھ ہی فون کی گھنٹی بھی بجی۔ سنگ نے جھپٹ کر ریسیور اٹھالیا۔

"باس.... تھرٹی سکس میں پہنچئے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "کوئی بُری خبر ہے۔"

"تم سب گولی مار دینے کے قابل ہو۔" سنگ دہاڑا۔

"لک.... کیوں....؟"

"اس سے پہلے کبھی میں نے پے در پے اتنی بُری خبریں نہیں سُنیں۔" سنگ نے کہا اور ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ پھر وہ بہت تیزی سے باہر نکلا تھا۔ گاڑی برآمدے ہی سے لگی کھڑی تھی۔ سڑک پر پہنچ کر گاڑی طوفانی رفتار سے مشرق کی طرف روانہ ہو گئی۔ سڑک سنسان پڑی تھی۔ اندھیرا سائیں سائیں کر رہا تھا۔

دس منٹ کے اندر اندر شہری آبادی پیچھے رہ گئی۔

تھرٹی سکس... ویرانے میں دو کمروں کی ایک مختصر سی عمارت ثابت ہوئی جہاں کیروسین لیمپوں کی دھندلی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔

اس کمرے میں ایک سفید فام غیر ملکی سوگوار سی شکل بنائے کھڑا تھا۔

"کیا خبر ہے شاٹو....؟" سنگ نے پر سکون لہجے میں کہا۔

"دوسرے کمرے میں چلئے باس۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

دوسرے کمرے میں چار لاشیں اور دو بیہوش آدمی پتا نہیں کب سے اس کے منتظر تھے۔

"اوہ...." سنگ شاٹو کی طرف مڑا۔

"ان دو مقامی آدمیوں کو میں نہیں جانتا۔" شاٹو بولا۔ "یہ صرف بے ہوش ہیں اور اپنے آدمیوں کے گولیاں لگی ہیں۔ ٹھنڈے ہو چکے ہیں۔ تلگاوا اور اس کی بیوی کا کہیں پتا نہیں۔ عمارت سنسان پڑی ہے۔"

"میں دیکھوں گا۔" سنگ نے سرد لہجے میں کہا۔ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر دروازے کی طرف مڑتا ہوا بولا۔ "بیہوش آدمیوں کو اٹھا کر گاڑی میں ڈال دو اور ان کی لاشوں کو اس طرح ٹھکانے لگاؤ کہ ان کا سراغ نہ مل سکے۔"

"او۔ کے باس۔" شاٹو گلوگیر آواز میں بولا۔ شائد وہ اپنے ساتھیوں کو پورے اعزاز کے ساتھ دفن کرنا چاہتا تھا۔

پانچ منٹ کے اندر ہی اندر گاڑی پھر علیا آباد کی طرف جا رہی تھی۔ سنگ کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور ایکسیلریٹر پر دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔ گاڑی کے پچھلے حصے میں دونوں بیہوش آدمی پڑے تھے اور ان پر کمبل ڈال دیا گیا تھا۔ علیا آباد پہنچ کر گاڑی کا رخ جواد حیدر کے محل کی طرف ہو گیا۔ رفتار بھی اب معمولی ہی تھی۔

کچھ دیر بعد پھاٹک پر پہنچ کر گاڑی رکی ہی تھی کہ چوکیدار جھپٹ کر اس کی طرف آیا۔

"آقائے جواد حیدر کو جگاؤ.... میرے آنے کی اطلاع دو۔"

"بہت بہتر آقائی...!"

وہ پھاٹک سے ملحقہ کیبن میں واپس چلا گیا۔ شائد فون پر سنگ کی آمد کی اطلاع دینا چاہتا تھا۔

پھاٹک کھلنے میں دیر نہیں لگی تھی اور سنگ گاڑی اندر لئے چلا گیا تھا۔

اتنی رات گئے جواد حیدر کا اٹھایا جانا آسان کام نہیں تھا لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے چوکیدار کی فون کال نے پورے محل کو جگا دیا ہو۔ سنگ نے گاڑی پورچ میں کھڑی کر دی اور قریب کھڑے

ے ملازم سے پورچ کی روشنی بجھا دینے کو کہتا ہوا نیچے اتر گیا۔
جوّاد حیدر شب خوابی کے لباس میں اس کے استقبال کو موجود تھا۔ آنکھیں نیند کے خمار سے پڑ رہی تھیں۔
رے میں پہنچ کر سنگ بولا۔ "تمہارے دونوں آدمی گاڑی میں بیہوش پڑے ہیں۔"
"کک۔ کیا.... ہوا...؟"
"جہاں اسے پہنچنا تھا وہیں اس نے انہیں بے بس کر دیا۔ پتا نہیں تمہاری گاڑی کا کیا ہوا۔"
"یہ تو بہت بُرا ہوا۔ آخر وہ ہے کون...؟"
"یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا۔ ویسے تم ہوٹیل میں چیک کراؤ کہ وہ واپس آیا تھا یا نہیں۔"
جوّاد حیدر نے فون پر کسی سے اس کے متعلق گفتگو کی تھی اور ریسیور رکھ کر بوکھلائے ہوئے ہ میں بولا تھا۔ "ارے آپ تشریف رکھئے۔ ابھی تک کھڑے ہیں۔"
"ٹھیک ہے۔" سنگ ایک کرسی پر بیٹھتا ہوا خشک لہجے میں بولا۔
"ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کی واپسی ہوئی تھی یا نہیں۔" جوّاد حیدر نے بھی اس صوفے کے ہتھے پر ٹکتے ہوئے کہا۔ "آپ اس وقت کیا پینا پسند کریں گے۔"
"ڈرائی جن.... نیٹ۔"
جوّاد حیدر نے گھنٹی بجائی۔ ایک ملازم کمرے میں داخل ہوا اور جوّاد حیدر سے ہدایات لے کر پس چلا گیا۔
"اپنی بھتیجی کو بھی بلاؤ۔" سنگ نے پر تفکر لہجے میں کہا۔
"اس وقت بیحد مشکل ہے۔ وہ یہاں اس کی منتظر رہی تھی پھر ہوٹیل جانے کا ارادہ کیا تھا لیکن لا نے اسے سختی سے منع کر کے گھر بھجوا دیا تھا۔"
"خیر جانے دو۔" سنگ خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتا ہوا بولا۔ "صرف پندرہ دن تمہارے لئے بہت کٹھن ہیں۔ اس کے بعد حالات سازگار ہو جائیں گے۔ بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔"
جوّاد کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ملازم سنگ کے لئے شراب اور اس کے لوازمات لے کر آ گیا۔ میز لگا دی گئی۔ ملازم کے واپس ہو جانے پر جواد نے کہا۔
"تو پھر یہ سمجھا جائے کہ وہ خوفناک چہرے والا اور لیمی رولاں ایک ہی شخص کے دو روپ تھے۔"
"اوہ دیکھا جائے گا۔" سنگ نے گلاس خالی کر کے طویل سانس لی اور دوبارہ انڈیلنے لگا۔

فون کی گھنٹی بجی۔ جواد حیدر نے جھپٹ کر ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف سے بولنے والے کی بات سنتا رہا۔ اس کے چہرے پر حیرت اور جھنجھلاہٹ کے آثار تھے۔ ریسیور رکھ کر وہ سنگ کی طرف مڑا۔

"وہ نکل گیا جناب عالی۔"

"مجھے یقین تھا۔" سنگ مسکرا کر بولا۔ "اوّل درجے کا حرامی ہے۔"

"نہایت اطمینان سے رخصت ہوا ہے۔" جواد متاسفانہ لہجے میں بولا۔

"ہوٹل کا حساب بے باق کیا۔ سامان سنبھالا اور یہ کہہ کر رخصت ہو گیا کہ وہ بارہ تیس والی فلائٹ سے شہران جا رہا ہے۔"

"اور وہ کہیں نہیں گیا۔ صبح کسی دوسرے روپ میں دندناتا پھر رہا ہوگا۔ یقین کرو جواد حیدر.... اگر وہ عورت ہوتا تو میں اس سے شادی کرنے کے لئے اپنی گردن تک کٹا دیتا اور ہمارے بچے اتنے ذہین ہوتے کہ دنیا تہہ و بالا کر کے رکھ دیتے۔"

"تو آپ اسے اچھی طرح جانتے ہیں۔"

"خوب اچھی طرح۔" سنگ نے طویل سانس لی۔ "لیکن تمہاری بھتیجی خطرے میں ہے۔ اوّل تو اس طرح اس کی جدائی اسے پاگل کر دے گی اور پھر وہ کسی نہ کسی روپ میں دوبارہ اس سے ملنے کی کوشش کرے گا۔ لہٰذا بھتیجی پر کڑی نظر رکھو۔ اگر وہ پکڑا جا سکا تو آنسہ یاسمن ہی کے توسط سے پکڑا جائے گا۔"

"اب وہ گھر سے باہر قدم نہ نکال سکے گی۔"

"یہ سب سے بڑی غلطی ہوگی جواد اسے پہلے سے بھی زیادہ آزادی دو۔ اسے باور کرانے کی کوشش کرنا کہ جو کچھ بھی ہوا اس کا علم تمہیں نہیں تھا۔ تم تو سچ مچ اس سے مل کر یہ بتانا چاہتے تھے کہ تم اُسے اس کے دوست کی حیثیت سے پسند کرتے ہو۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔"

"شائد تم ابھی تک سمجھ نہیں سکے۔"

"کیا نہیں سمجھ سکا۔"

"اس نے تمہاری بھتیجی سے اسی لئے دوستی بڑھائی تھی کہ اسے تمہارے ادارے سے تعلق کا علم تھا۔"

"اوہو۔" جواد حیدر کے چہرے پر خوف کے آثار نظر آئے اور سنگ ہنس پڑا۔

"ڈرو مت۔ سب کچھ مجھ پر چھوڑ دو۔" اس نے کہا۔ "تم پر آنچ نہیں آنے پائے گی.... تم

اس سے نپٹ لوں گا۔"

"آپ ایسے ہی ہیں جناب۔ مجھے یقین ہے۔" جو آد حیدر گھگھیایا۔



صبح ہوتے ہی یاسمن تیر کی طرح ہوٹیل شبستان پہنچی تھی۔ لیمی کا کمرہ خالی تھا۔ ابھی تک اس کی صفائی بھی نہیں ہوئی تھی۔

پتا نہیں کیوں اس کے ذہن میں یہ خیال جم سا گیا تھا کہ لیمی نے اس کیلئے کوئی پیغام ضرور چھوڑا ہوگا لیکن اس طرح اچانک غائب کیوں ہو گیا۔ کیا کسی بڑی دشواری میں پڑ گیا تھا۔ وہ سوچتی اور کمرے میں چکراتی رہی۔ ٹیبل لیمپ اٹھا کر دیکھا شائد اس کے نیچے کوئی تحریر چھوڑ گیا ہو۔ لیکن اسے مایوسی ہی ہوئی۔ بڑی دیر تک کمرے کی چیزیں الٹتی پلٹتی رہی۔ پھر قالین بھی الٹنے کا ارادہ کر ہی رہی تھی کہ ایک پورٹر کمرے میں داخل ہوا۔

"آپ کی فون کال ہے۔"

"اوہ.... اچھا....." وہ چونک پڑی۔

ڈائننگ ہال میں پہنچ کر اس نے ریسیور کان سے لگایا تھا اور دوسری طرف سے بولنے والے کی آواز سن کر اس کا چہرہ چمک اٹھا۔ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ دوسری طرف سے آواز آئی۔ "خاموشی سے سنتی رہو۔ خود کچھ نہ بولو۔ میں اس وقت وہیں ہوں جہاں ہم نے دوپہر کا کھانا کھایا تھا۔ سیدھی چلی آؤ... وہیں بیٹھ جانا جہاں ہم بیٹھے تھے اور پھر میں پہنچ جاؤں گا۔ بس اب ریسیور رکھ دو... اور ہاں تمہاری گاڑی کی رفتار زیادہ تیز نہ ہو... وِش آل۔"

یاسمن کا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ باہر نکل کر وہ اپنی اسپورٹ کار میں بیٹھ گئی اور اس کا رخ اسی سمت کر دیا، جہاں انہوں نے پچھلے دن دوپہر کا کھانا کھایا تھا۔

اس کے بعد ہی ایک اور اسپورٹ کار اسٹارٹ ہوئی تھی اور تھوڑے فاصلے سے اس کا تعاقب کرتی رہی تھی۔ اسے ایک خوش رو جوان ڈرائیو کر رہا تھا۔ شائد اسے علم نہیں تھا کہ اس کا بھی تعاقب کیا جا رہا ہے۔ اس کے پیچھے سبز رنگ کی ایک جیپ تھی جسے ایک بوڑھا آدمی ڈرائیو کر رہا تھا۔ تینوں گاڑیاں آگے پیچھے اسی ہوٹیل کی طرف بڑھتی رہیں، جہاں ایک بہت بڑا سوئمنگ پول تھا۔ پارکنگ شیڈ میں پہلے یاسمن کی گاڑی داخل ہوئی تھی۔ تعاقب کرنے والے نے اس کے برابر ہی اپنی گاڑی پارک کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ اسے دوسری طرف لیتا چلا گیا تھا۔ بڑی گاڑیوں کے درمیان اس کی چھوٹی سی اسپورٹ کار غائب ہو کر رہ گئی۔ وہ انجن بند ہی کر رہا تھا کہ برابر کی

جگہ پر سبز رنگ کی جیپ آرکی۔ بوڑھے نے اُسے کنکھیوں سے دیکھ کر چاروں طرف دیکھا۔ ادھر ان دونوں کے علاوہ آس پاس اور کوئی نہیں تھا۔

بوڑھا بڑی پھرتی سے جیپ سے اترا اور نوجوان کی بائیں کنپٹی پر ایک بھرپور ہاتھ رسید کر دیا۔ اس نے اُسے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا تھا اور پھر آنکھیں بند ہوتی چلی گئی تھیں۔ پھر وہ اسٹیرنگ پر ڈھلک گیا۔ اس کے بعد بوڑھے نے اس کی گردن پر بھی کسی قدر دباؤ ڈال کر جوں کا توں چھوڑ دیا تھا۔ پھر جیپ پر بیٹھ کر اسے دوبارہ اسٹارٹ کیا اور ہوٹیل کی حدود سے باہر نکالا چلا گیا کچھ دور چل کر سڑک کے کنارے ایک جگہ جہاں اور بھی گاڑیاں کھڑی تھیں اسے پارک کر کے انجن بند کیا اور نیچے اتر آیا۔

اب وہ پیدل ہی ہوٹیل کی طرف جا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد جب اس نے ایک مخصوص کیبن کا پردہ ہٹایا تو اندر بیٹھی ہوئی یاسمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "کیا ہے؟"

"آپ کا دوست لیمی رولاں....."

"وہ کہاں ہے؟" یاسمن بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔

"بیٹھ جائیے اور مجھے بھی بیٹھنے کی اجازت دیجئے۔ لمبی کہانی ہے۔"

"ب.... بیٹھ جاؤ۔"

بوڑھا بیٹھتے وقت اس طرح کراہ رہا تھا جیسے اس کے گھٹنوں پر تکلیف ہو۔ پھر اس نے اپنے گھنے سفید بالوں میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں چلا کر چہرے سے ڈاڑھی الگ کر دی تھی۔

"اوہ.... تم...." یاسمن اچھل پڑی۔ "کمال ہو گیا.... مگر کیوں؟"

"اب تمہیں سچی بات بتا دوں گا۔"

وہ اسے بتانے لگا کہ کس طرح دو آدمی اسے ایک ویران مقام لے گئے تھے اور وہ ان سے چھٹکارا پا کر بھاگ نکلا تھا۔ ان چار آدمیوں کا ذکر نہیں کیا جو اس کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔

"حیرت انگیز۔" وہ طویل سانس لے کر بولی۔ "میں نہیں سمجھ سکتی کہ ایسا کیوں ہوا۔ کیا وہ تمہیں کسی عمارت میں لے گئے تھے۔"

"نہیں! بس شہر کے باہر ایک ویرانے میں لے گئے تھے۔"

"آخر مقصد کیا تھا...؟"

"مقصد میں جانتا تھا۔ اس لئے ان سے کچھ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں محسوس کی تھی۔ خیر میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ تمہارے چچا ایک بہت بڑے خطرے سے دوچار ہیں۔"

"مم.... میں نہیں سمجھی۔"

"وہ حرام خور..... بام مچھلی.... انہیں کسی سازش میں ملوث کر کے خود صاف نکل جائے گا اور تمہاری پشت ہا پشت کی گردنیں قوم کے آگے شرم سے جھکی رہیں گی۔"

"کیا کہہ رہے ہو تم.....؟"

"وہ ایک بین الاقوامی مجرم ہے اور میری حکومت کئی سال سے اُسے ختم کر دینے کی جدوجہد میں لگی ہوئی ہے۔"

"تو تم....."

"میں کہہ چکا ہوں کہ تمہیں سب کچھ بتادوں گا۔ ہاں! میں فرانس کے لئے اپنی گردن تک کٹا سکتا ہوں۔ پورے ایک سال سے اس کا پیچھا کر رہا ہوں۔"

"تو تم فرانس کے سرکاری سراغرساں ہو؟"

"نہیں! میں ایک معمولی شہری کی حیثیت رکھتا ہوں۔ میرے خاندان کو بھی اسی شیطان کے ہاتھوں بڑے نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔ میں انتقاماً بھی اس سے نپٹنا چاہتا ہوں۔ پچھلی رات تمہارے بیان کے مطابق وہ آقائے جواد کے محل میں موجود تھا۔"

"ہاں..... وہ وہیں تھا۔"

"بس تو پھر اسی نے مشورہ دیا ہوگا۔ دراصل وہ انہیں کسی سازش میں ملوث کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے ان کے کسی بھی عزیز کے قریب کسی اجنبی کو دیکھ کر ضرور چونکے گا اور تم یقین کرو کہ وہ سازش تمہارے ملک کے خلاف ہوگی۔"

"نہیں.....! میرے چچا غدار نہیں ہیں۔"

"میں بھی جانتا ہوں کہ وہ بہت اچھے آدمی ہیں، لیکن انہیں معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ وہ ان کے ملک کے مفاد کے خلاف کوئی کام کر رہا ہے۔ وہ تو آخر میں خود کو چاروں طرف سے گھرا ہوا پائیں گے اور وہ سور کسی دوسرے ملک کی راہ لے چکا ہوگا۔"

"تو پھر کیوں نہ ہم انہیں آگاہ کر دیں۔"

"بچوں کی سی باتیں نہ کرو۔ وہ کبھی یقین نہیں کریں گے۔ اس کے لئے ہمیں خاموشی سے کام کرنا پڑے گا اگر تم اپنے خاندان کو سرخرو دیکھنا چاہتی ہو تو بس میری مدد کرتی رہو اور ہاں! یہ بھی سن لو کہ میں نے دیدہ و دانستہ تم سے قریب ہونے کی کوشش کی تھی مجھے معلوم تھا کہ تم آقائے جواد حیدر کی بھتیجی ہو اور فرصت کے اوقات میں شبستان کے کاؤنٹر پر بیٹھی رہتی ہو۔"

"ہونہہ....." وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔ "اب میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ تم سے پہلا سا خلوص برتوں یا صرف معاملے کی بات کروں۔"

"اوہ.... تب تو مجھ سے غلطی ہی سرزد ہوئی۔" وہ شکائت آمیز لہجے میں بولا۔

"میں نے تو خلوص ہی کی بنا پر تمہیں یہ بات بتادی ہے۔"

"غلط نہ سمجھو۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔ "ڈاڑھی دوبارہ اگالو... میں نہیں چاہتی کہ کسی خطرے میں پڑ جاؤ۔"

"شکریہ! میں تو سمجھا تھا شائد تم میرے چہرے پر ڈاڑھی کسی حال میں بھی پسند نہ کرو۔"

"تو پھر اب ہم کس طرح ملیں گے۔"

"بس اسی طرح... جب موقع دیکھوں گا تمہیں مطلع کردوں گا۔"

"ہوں.... اس لئے مجھے گھر ہی تک محدود رہنا پڑے گا۔"

"میرا خیال ہے کہ اسی میں آسانی بھی ہوگی۔ بہر حال تمہارے تعاون کے بغیر میں کچھ نہ کر سکوں گا۔ مجھ پر اعتماد کرو۔ آہستہ آہستہ تمہیں سازش کی نوعیت سے بھی آگاہ کردوں گا۔"

"اچھا دوست....! میں وعدہ کرتی ہوں کہ تم پر اعتماد کروں گی۔ اس صورت حرام بام مچھلی کو خاندان کا کوئی فرد پسند نہیں کرتا۔ چچا ضعیف الاعتقاد ہیں۔ ستاروں کے چکر میں پڑ گئے۔"



آج بھی پروفیسر تلگاوا کو علم نہ ہو سکا کہ سنگ کس طرح تجربہ گاہ میں داخل ہوا تھا۔ اس نے اُسے خوفزدہ نظروں سے دیکھا پھر ماریانا کی طرف دیکھنے لگا۔ سنگ کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی اور اسی مسکراہٹ نے تلگاوا کو پھر غصہ دلا دیا۔

"میں کہتا ہوں اس طرح نہ آیا کرو۔"

"پروفیسر!۔ وہ راستہ تلاش کر کے بند کردو جدھر سے آتا ہوں۔"

"میں نہیں جانتا تم شائد کوئی خبیث روح ہو۔ حالانکہ میں ایسی ارواح پر یقین نہیں رکھتا۔"

"صرف روح نہیں.... مجسم خبیث ہوں۔"

"پچھلی رات شائد ہم بھی مارے جاتے۔" تلگاوا نے پھر خوفزدگی اختیار کرلی۔

"یہی میں معلوم کرنے آیا ہوں کہ تم پر کیا گذری۔"

"بیڈ روم والے تہہ خانے میں چھپ کر جان بچائی تھی۔"

"تفصیل۔"

"تمہارے چاروں آدمی اسے پکڑ کر اندر لائے تھے۔ اچانک وہ تڑپ کر ان کی گرفت سے نکل گیا۔ خاصی ہاتھا پائی ہوئی۔ پھر وہ باہر بھاگا۔ چاروں اس کے پیچھے تھے۔ میں نے دو چیخیں سنیں اور

ان میں سے دو پھر اندر آگئے انہوں نے بتایا کہ ان کے دونوں ساتھی مارے گئے۔ اس کے بعد میں اور ماریانا بیڈروم والے تہہ خانے میں جا چھپے۔ میں نہیں جانتا کہ پھر کیا ہوا۔"

"بکواس ہے! کوئی بھی نہیں مارا گیا۔ وہ چاروں محفوظ ہیں۔" سنگ ماریانا کو گھورتا ہوا بولا۔

"بہر حال تم نے اُسے جس مقصد کے تحت بھیجا تھا وہ حاصل نہ ہو سکا۔"

"مقصد حاصل ہو گیا۔" سنگ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔ "میں یہی معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ کون ہے۔ سو میں نے معلوم کر لیا ہے۔"

"کون ہے...؟"

"وہی خوفناک چہرے والا.... تنظیم کا ایک بہت بڑا دشمن.... میں بہت جلد اسے موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔"

"اگر وہی تھا تو میک اَپ کا ماہر معلوم ہوتا ہے۔" تلگاوا خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا۔

"اُوہ... چھوڑو ختم کرو۔" سنگ ہنس کر بولا۔ "میں بہت جلد اُسے ٹھکانے لگا دوں گا۔"

پھر اس نے تلگاوا کی نظر بچا کر ماریانا کو آنکھ ماری تھی اور وہ بوکھلا کر دوسری طرف دیکھنے لگی تھی۔ سنگ فون کی جانب بڑھا کسی کے نمبر ڈائیل کئے اور ماؤتھ پیس میں بولا۔ "میں بول رہا ہوں۔"

"پھر بری خبر ہے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"بے فکر ہو کر سناؤ۔"

"یاسمن کا تعاقب کرنے والا اپنی گاڑی میں بیہوش پایا گیا ہے ابھی تک اُسے ہوش نہیں آیا۔"

"کہاں بیہوش پایا گیا ہے؟"

"ہوٹیل اِرم کے پارکنگ شیڈ میں۔"

"اچھا.... اب میں ہی اپنے آدمی لگاؤں گا۔ تم بے فکر رہو۔"

"میری بھتیجی کے تحفظ کا خیال رکھئے گا۔"

"بالکل.... بالکل۔" سنگ بائیں آنکھ دبا کر شیطنت سے مسکرایا اور سلسلہ منقطع کر کے پھر تلگاوا کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"پروفیسر آدمی بنو۔ کبھی کبھی تفریح بھی کر لیا کرو۔ خود نہیں کرتے اس بیچاری کو تو آسمان دیکھنے دو۔ آج میں اسے اپنے ساتھ باہر لے جاؤں گا۔ کیوں! چلو گی۔"

"نہیں....!" ماریانا نے اس کی طرف دیکھے بغیر ناگواری سے کہا۔

"پچھتاؤ گی۔ یہ راکھ کا ڈھیر تمہیں بھی راکھ بنا دے گا۔"

"چلے جاؤ یہاں سے۔" تلگاوا حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

"یہ کتنی بُری بات ہے۔" سنگ نے ماریانا کو مخاطب کر کے کہا۔ "کیا میں ایسے ہی بُرے سلوک کا مستحق ہوں۔"

ماریانا کچھ نہ بولی۔ تلگاوا چیختا رہا۔ "میں کہتا ہوں یہاں سے چلے جاؤ۔ ورنہ میں تمہیں ہاتھ لگائے بغیر مار ڈالوں گا۔"

پھر ایک جانب بڑھا ہی تھا کہ سنگ نے اس پر چھلانگ لگائی اور دبوچ کر بیٹھ گیا۔ پروفیسر کی گھٹی گھٹی سی چیخیں تجربہ گاہ میں گونجتی رہیں۔ ماریانا بوکھلاہٹ میں چاروں طرف ناچتی پھر رہی تھی اور اس کے منہ سے بے معنی آوازیں نکل رہی تھیں۔

دفعتاً تلگاوا خاموش ہو گیا اور جیسے ہی سنگ نے اپنی گرفت ڈھیلی کی، بے جان سا ہو کر فرش پر ڈھ گیا۔

"مار ڈالا.... کیا تم نے اسے مار ڈالا۔" ماریانا چیختی ہوئی اس کی طرف جھپٹی اور دو زانوں بیٹھ کر تلگاوا کو آوازیں دینے لگی۔

"صرف دو گھنٹے کے لئے بیہوش ہو گیا ہے۔ ہماری تفریح کیلئے اتنا وقت بہت ہے۔"

"تم درندے ہو.... چلے جاؤ یہاں سے...." ماریانا نے اٹھتے ہوئے اس پر دو ہتھڑ چلایا۔

"جتنا چاہو مار لو۔" سنگ ہنس کر بولا "مگر چلو میرے ساتھ۔"

"میں تمہیں مار ڈالوں گی۔" وہ اسے بے تحاشہ پیٹتی ہوئی چیخی۔ سنگ ہنس ہنس کر اس کے ہاتھوں پٹتا رہا۔

تلگاوا فرش پر بے حس و حرکت پڑا تھا۔



جواد حیدر بہت پریشان تھا.... وہ نہیں چاہتا تھا کہ اب یاسمن گھر سے باہر قدم نکالے۔ لیکن سنگ برابر یہی کہے جا رہا تھا کہ اس کے بغیر وہ اس انجانے دشمن پر ہاتھ نہیں ڈال سکے گا۔ جواد حیدر نے اس سلسلے میں یاسمن سے براہِ راست کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔ آج شب اس نے یاسمن کو محل میں ہی روک لیا تھا۔ اور یہ بھی سنگ کی ہدایت ہی کے مطابق ہوا تھا۔ دس بجے کے قریب سنگ بھی وہیں پہنچ گیا اور وہ دونوں محل کے ایک دور افتادہ حصے میں جا بیٹھے۔

"یاسمن کو کیوں رکوایا ہے؟" جواد نے اس سے پوچھا۔

"تمہارے ملازمین کو چیک کروں گا۔ کیا وہ سب تمہارے جانے پہچانے...؟"

"میں ان کی صحیح تعداد تک سے واقف نہیں۔" جواد حیدر مسکرایا۔

"کون نیا ملازم؟"

"اس کے بارے میں بھی کچھ نہ بتا سکوں گا۔"

"یہ بہت برا ہے۔"

"کہئے تو منتظم کو بلا کر معلومات فراہم کروں۔"

""نہیں.. اس کی ضرورت نہیں۔ میں خود دیکھ لوں گا۔ ویسے تم نے یاسمن سے اس سلسلے میں کوئی گفتگو تو نہیں کی۔"

"کوئی خاص نہیں۔ بس اسے بتایا تھا کہ اس کا دوست میرے پاس آنے کی بجائے شہران چلا گیا۔ اس نے بھی اس پر حیرت ظاہر کی تھی۔"

"اس شخص کے بارے میں تفصیل سے بتاؤ جس نے آج یاسمن کا تعاقب کیا تھا۔"

جواد حیدر نے تعاقب کی کہانی دہرائی اور چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ "وہ کوئی بوڑھا آدمی تھا۔ سبز رنگ کی جیپ میں، اس کی کنپٹی پر گھونسہ مار کر بیکار کر دیا تھا۔"

"تم نے یاسمن سے یہ تو نہیں پوچھا کہ وہ ہوٹیل ارم کیوں گئی تھی۔"

"اس سلسلے میں کوئی گفتگو نہیں کی۔"

"بہت اچھا کیا۔ اب مجھے یاسمن کی تاریخ پیدائش بتاؤ تاکہ اس کا زائچہ تیار کر کے کچھ تدبیر کروں۔"

"تاریخ پیدائش تو مجھے نہیں معلوم۔ اس کی ماں سے معلوم کرنی پڑے گی۔"

"خیر چھوڑو تاریخ پیدائش کو۔ میں اس کا ہاتھ دیکھوں گا۔"

اس کمرے میں مختلف رنگوں کے چار فون تھے۔ اس نے نیلے رنگ کے انسٹرومنٹ کا ریسیور اٹھا کر ایک بار ڈائیل کیا۔ دوسری طرف سے جواب ملنے پر کہا۔ "یاسمن کو شمالی بازو سے بھیج دو۔"

پھر وہ ریسیور رکھ کر سنگ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جو آنکھیں بند کئے بیٹھا اس طرح جھوم رہا تھا جیسے عالم بالا سے غیب کے اسرار و رموز وارد ہو کر اس پر منکشف ہو رہے ہوں۔ جواد خاموش بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد کسی نے دروازے پر دستک دی اور سنگ چونک کر بولا تھا۔

"آ گئی...!"

جواد حیدر نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ لیکن یاسمن کی بجائے غالباً وہی آدمی تھا جسے فون پر اس نے یاسمن سے متعلق ہدائت دی تھی۔

"کیا بات ہے؟" جواد حیدر نے ناخوشگوار لہجے میں پوچھا۔

"آقائی... وہ گہری نیند سو رہی ہیں۔ کسی طرح بھی بیدار نہیں ہو سکیں۔ کرسی پر بیٹھے بیٹھے

سو گئی ہیں۔"

"ناممکن۔" جوآد حیدر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیا ہوا۔" سنگ اٹھتا ہوا بولا۔

"بڑی عجیب بات ہے۔" جوآد حیدر نے اس کی طرف مڑ کر کہا۔ "وہ بیٹھے بیٹھے سو گئی اور کسی طرح بھی بیدار نہیں ہو رہی۔ حالانکہ اس کی نیند بڑی کچی ہے۔ کوئی دبے پاؤں بھی قریب سے گذرے تو نینداچٹ جاتی ہے۔"

"پھر چوٹ دے گیا۔ خیر کہاں تک.... میں اسے دیکھوں گا۔"

"میں نہیں سمجھا آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"کچھ نہیں۔ چلو اٹھو۔ میں دیکھوں گا کہ وہ کس طرح سوئی ہے۔"

"" چلئے۔" جوآد حیدر اٹھتا ہوا بولا۔

سنگ کے ہونٹ سختی سے بھنچے ہوئے تھے اور وہ پوری قوت سے قدم رکھتا ہوا چل رہا تھا۔ اس کمرے میں پہنچ کر جہاں یاسمن کرسی پر بیٹھی گہری نیند سو رہی تھی۔ سنگ نے جھک کر اُسے دیکھا اور پیشانی پر تھپکی دی پھر پلکیں الٹ کر پتلیوں کا جائزہ لیا۔

"یہ نیند نہیں بیہوشی ہے۔" اس نے سیدھے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن.... کیسے.... کس طرح....؟"

"دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو خود ہی اس نے کوئی ایسی چیز استعمال کی ہے۔ یا کسی دوسرے کے ہاتھوں اس حال کو پہنچی ہے۔ مقصد بہر حال یہی ہے کہ اس سے پوچھ گچھ نہ کی جائے۔"

جوآد حیدر پرتفکر انداز میں یاسمن کو گھورتے جا رہا تھا۔

"واپس چلو۔" سنگ اس کے شانے پر تھپکی دے کر بولا۔ "نوے فیصد اسی کا امکان ہے کہ اس نے خود ہی...."

"لل.... لیکن.... بات سمجھ میں نہیں آئی۔"

"وہ اسی طرح لڑکیوں کے ذہنوں پر قبضہ جماتا ہے۔ میں اُسے بہت دنوں سے جانتا ہوں۔"

"پھر بھی آپ نے اسے زندہ رہنے دیا۔ مجھے اس پر حیرت ہے۔"

"میری ہی طرح اس کے ستارے بھی بہت گریٹ ہیں۔ لیکن کسی دن میرے ہی ہاتھوں مارا جائے گا۔"

وہ کمرے سے باہر نکل آئے اور سنگ نے جوآد سے کہا۔ "تمہیں بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ لڑکی کو بالکل نہ چھیڑو۔ البتہ اس پر دھیان رکھو کہ کوئی نیا آدمی تمہارے محل

افل نہ ہونے پائے اور اسی وقت سے چیکنگ شروع کردو کہ پچھلے پندرہ دنوں میں کسی نئے
ں کو تو ملازمت نہیں دی گئی۔ ڈاڑھی والوں کی ڈاڑھیاں پکڑ کر ہلاؤ۔ کیونکہ وہ میک اپ کا بھی
ہے۔"

"میں دیکھ لوں گا۔ لیکن میرا اصل معاملہ۔۔۔۔"

"کیا کروں جو آد۔۔۔۔ تمہارے ستارے فی الحال گڑ بڑ ہیں۔ ورنہ پڑوسی ملک سے تعلقات
اب کرادینے والی سازش تمہیں ہر حال میں بااقتدار بنادیتی۔"

"ہاں وہ موقعہ ہاتھ سے نکل گیا۔۔۔۔ لیکن پھر۔۔۔۔"

"تم فکر نہ کرو۔۔۔۔ جلد ہی ایک اور موقع نصیب ہوگا جس کا انتظام میں نے پہلے ہی سے کر
رکھا تھا۔"

"وہ کیا ہے؟" جو آد مضطربانہ انداز میں بولا۔

"ابھی نہیں بتاؤں گا۔ بہر حال۔۔۔۔ اس کے بعد تمہارا برسر اقتدار آنا لازمی ہے۔"

"میں آپ کی ہدایت پر سختی سے عمل کروں گا۔"



پروفیسر تلگادا بے حس و حرکت بیٹھا خلا میں گھورے جارہا تھا۔ دوسرے کمرے سے ماریانا کے
رونے کی آوازیں آرہی تھیں۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رورہی تھی۔

دفعتاً لیمی رولاں تجربہ گاہ میں داخل ہوا۔ پروفیسر اس کی آہٹ ہی پر چونکا تھا۔ مڑ کر اس کی
طرف دیکھا اور کرسی سے اٹھ گیا۔ کچھ بولا نہیں۔ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ لیمی رونے کی آواز
کی طرف متوجہ ہوگیا تھا۔

"وہ۔۔۔ وہ۔۔۔۔ کیوں رورہی ہے۔" لیمی (عمران) نے آہستہ سے پوچھا۔

"اگر اس کی رگوں میں کسی شریف آدمی کا خون دوڑ رہا ہے تو زندگی بھر روتی رہے گی۔"

"اوہو۔۔۔۔ تو کیا۔۔۔۔"

"بس۔۔۔۔" پروفیسر ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں! میرا اب تنظیم سے
کوئی تعلق نہیں۔ میں ٹی تھری بی کا وفادار نہیں رہا کیونکہ وہ اب ایسے کتے پالنے لگی ہے جو اپنے
پرائے میں تمیز نہیں کرسکتے۔ لیکن تم اندر کیسے پہنچے؟"

"اسی طرح جیسے وہ پہنچتا ہے۔ میں نے راستہ دریافت کرلیا ہے۔"

"مجھے اب اس سے بھی دلچسپی نہیں۔"

"مگر یہ ہوا کیسے.....؟"

"اس نے کسی طرح مجھے بیہوش کر دیا تھا۔ ہوش آنے پر معلوم ہوا کہ میری سب سے مسرّت مجھ سے چھینی جا چکی ہے۔"

"مجھے بے حد افسوس ہے پروفیسر۔ کاش میں تنہا نہ ہوتا۔ یہاں سب اسی کے آدمی ہیں۔ راست اسی کا حکم مانتے ہیں۔ گریڈ ون اور گریڈ ٹو کے لوگوں کو مادام کی شخصیت کا علم نہیں۔"

"میں کہتا ہوں کہ مجھے اب ان معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"مجھے تو ہے دلچسپی!" دروازے کے قریب سے ماریانا چیخی۔ "میں اس کی بوٹیاں نوچ چاہتی ہوں۔ لیمی رولاں! میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

"پروفیسر کی مسرّت تو اس سے چھن چکی حالانکہ میں نے اپنی مرضی سے پروفیسر کی مر اس کے حوالے نہیں کی۔ بہر حال اب میرا وجود پروفیسر کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا۔"

پروفیسر نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپایا۔

"تم مجھے وہ راستہ دکھادو..... جدھر سے وہ اس عمارت میں داخل ہوتا ہے۔" ماریانا نے ع سے کہا۔

"فی الحال میں پروفیسر سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

"جاؤ..... اسی سے باتیں کرو۔ میں کچھ نہیں سننا چاہتا۔"

"میرے ساتھ چلو۔" ماریانا نے دروازے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

عمران نے پر تشویش انداز میں سر کو جنبش دی۔

وہ اس کے ساتھ دوسرے کمرے میں آیا۔ ماریانا کہہ رہی تھی۔ "پروفیسر ہمیشہ کا بودا ہ کوئی نئی بات نہیں۔ شادی کے چھ ماہ بعد ہی سے وہ میرے متعلق شکوک وشبہات میں مبتلا ہ اس نے دنیا نہیں دیکھی۔ برقیات کے مسائل میں الجھا رہا ہے۔ اپنے موضوع سے ہٹ کر صر بائبل کا مطالعہ کرتا ہے۔ خیر میں کہہ رہی تھی کہ میں اس سُور کے سلسلے میں تمہاری کیا کر سکتی ہوں۔"

"میرے مشورے پر عمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہو تو بتاؤں۔"

"میں تمہیں یقین دلاتی ہوں۔"

"بس تو پھر معاملات جوں کے توں رہنے دو۔"

"یہ نہیں ہو سکتا۔" ماریانا بپھر گئی۔ "اب وہ میرے قریب بھی آیا تو اسے گولی مار دوں گی۔"

"یہ اتنا آسان نہیں۔ مکار آدمی ہے۔ مکاری ہی سے مار کھائے گا۔ تم اپنا پستول خالی کر دو گی

ہم سے دو گز کے فاصلے پر کھڑا مسکراتا رہے گا۔"

پھر بتاؤ کیا کروں۔ میرے سینے میں بھٹی سلگ رہی ہے.... پروفیسر جیسا بھی ہو میرے سب کچھ تھا۔ میں نے کبھی اس کی خواہشات کے خلاف زندگی نہیں بسر کی۔"

میں سمجھتا ہوں۔ تمہاری آنکھیں بتاتی ہیں کہ تم ایماندار ہو۔"

لیکن اب تو میں کچھ بھی نہیں رہی۔"

وہم ہے تمہارا.... تم درندگی کا شکار ہوئی ہو.... اور بس مظلوم ہو۔ تمہاری معصومیت نہیں ہوئی۔"

شائد اس کا لہو.... اس کا جیتا جاگتا لہو میری آگ بجھا سکے۔"

میں کہتا ہوں بند کرو یہ بکواس۔" دروازے کی طرف سے پروفیسر کی دہاڑ سنائی دی۔ "چلے .. یہاں سے...."

تمہاری زندگی خطرے میں ہے۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

کیوں؟"

وہ تمہیں اس لئے زندہ نہیں چھوڑے گا کہ تم اس کی شکایات مادام تک پہنچا سکو۔"

مجھے اب کسی سے کوئی سروکار نہیں۔"

محض کہہ دینے سے تو مطمئن نہیں ہو سکے گا۔ اُس نے ابھی حال ہی میں مادام کے ایک ے ڈان فاگان کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔"

تم اس سے بخوبی واقف ہو گے۔"

کیوں.... نہیں.... کیوں نہیں.... وہ یہاں تین سال تک مجھے اسسٹ کر چکا ہے۔"

وہ اب اس دنیا میں نہیں اور سنو.... پروفیسر تمہیں فی الحال آرام کی ضرورت ہے۔ اس نا میرا کام ہے۔ صرف ماریانا کی مدد کافی ہو گی۔"

پروفیسر نے اچٹتی سی نظر ماریانا پر ڈالی اور کمرے سے چلا گیا۔

ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا۔" عمران نے آہستہ سے ماریانا کو مخاطب کیا۔ "اُسے اپنے قریب دینا لیکن اس بار وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔"

نہیں! قطعی نہیں۔ میں اس سے پہلے اُسے ختم کر دوں گی۔ مجھے وہ راستہ بتاؤ۔ جدھر سے نہ میں داخل ہوتا ہے۔ میں اسے الکٹری فائی کر دوں گی۔ اس نے وہاں قدم رکھا اور ختم۔"

اگر مادام کا یہ حکم نہ ہوتا کہ اُسے زندہ پیش کیا جائے تو میں ہی اسے گولی مار دیتا۔"

مجھے مادام یا اس کے حکم سے کوئی سروکار نہیں۔"

"تب تو معاف کرنا میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ مادام کے حکم سے سرتابی کی جرأت نہیں
رکھتا۔"

"اچھی بات ہے تو میں خود ہی اس سے نپٹ لوں گی۔"

"تمہاری مرضی۔" عمران نے خشک لہجے میں کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

پروفیسر تجربہ گاہ میں موجود تھا۔ جب عمران وہاں سے گذرنے لگا تو اُس نے ہاتھ اٹھا
کہا۔ "ٹھہرو! میں بھی چل رہا ہوں۔ مجھے وہ راستہ دکھاؤ۔"

"کیوں۔ اب تمہیں اس سے کیا سروکار۔؟"

"اگر میری زندگی خطرے میں ہے تو میں اپنا تحفظ بخوبی کر سکتا ہوں۔"

"میرے تعاون کے بغیر تم کچھ نہ کر سکو گے۔"

"میں .... سب کچھ ...."

"اُس راستے کو الکٹری فائی کرنے کا خیال ماریانا بھی ظاہر کر چکی ہے۔" عمران ہاتھ اٹھا
بولا۔ "لیکن ہر حال میں مادام کے حکم کو برتری حاصل رہے گی۔ مجھے اُسے مادام کی خدمت م
زندہ پیش کرنا ہے۔"

"تو جہنم میں جاؤ۔"

"سنو تم .... تنہا اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ میں جا رہا ہوں اور اِس وقت اُس راستے سے دا
نہیں ہوگی۔ علانیہ صدر دروازے سے گذرونگا۔"

"میں تمہیں اس پر مجبور کر دوں گا۔" پروفیسر نے کہتے ہوئے اچانک ریوالور نکال لیا۔

"کیوں حماقت کا شکار ہو رہے ہو۔" عمران ہنس پڑا۔

"میں گولی مار دوں گا۔ ورنہ مجھے راستہ دکھاؤ...."

"یہ کیا کر رہے ہو۔؟" ماریانا کی چیخ پھر سنائی دی۔ وہ پاگلوں کی طرح جھپٹی تھی اور ان
درمیان آگئی تھی۔

"تم ہٹ جاؤ سامنے سے۔" پروفیسر دہاڑا۔

دوسرے ہی لمحے میں عمران تجربہ گاہ سے نکل چکا تھا۔

"تم پاگل ہو گئے ہو۔" ماریانا نے اس کے ہاتھ سے ریوالور چھین لینے کی کوشش کرتے ہو
کہا اور پھر اچانک فائر ہوا۔ گولی پروفیسر کے بائیں جبڑے کو توڑتی ہوئی گدی سے نکل گئی۔ اس
بعد پل بھر کا سناٹا بڑا بھیانک تھا۔

پھر ماریانا ہذیانی انداز میں چیخنے لگی تھی۔ باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز آئی اور عمر

پھر تجربہ گاہ میں داخل ہوا۔

"یہ کیا ہوا.... کیا ہوا۔" وہ اس کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑتا ہوا بولا۔

"فائر ہو گیا.... میں اس سے ریوالور چھین رہی تھی۔"

عمران نے جھک کر دیکھا۔ تلگاوادم توڑ چکا تھا۔

"یہ بہت برا ہوا۔" وہ سیدھا کھڑا ہو کر ماریانا کو گھورتا ہوا بولا۔

"مم.... میں بھی مر جاؤں گی۔" وہ ریوالور اٹھانے کیلئے جھکی ہی تھی کہ عمران نے ٹھوکر مار کر اُسے دور پھینک دیا۔ پھر ماریانا کے شانے پر نرمی سے تھپکی دے کر بولا۔ "ہونے والی بات ہو کر رہتی ہے۔ لیکن اب تمہیں مقامی پولیس کے چکر سے بچانا بھی میرے فرائض میں شامل ہو گیا ہے۔"

"مجھے.... مر جانے دو۔" وہ کسی ننھی بچی کی طرح روتی ہوئی اس کے بازو پر جھول گئی۔



شاٹو، سنگ کے مقربین میں سے تھا۔ اُسے اس کے بارے میں پل پل کی خبر رہتی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ سنگ کس وقت کہاں ہو گا۔ لہذا وہ اُسے پھر ایک بری خبر سنانے کے لئے چل پڑا تھا۔

لیکن سنگ کو اس وقت اس کی دخل اندازی گراں گذری کیونکہ وہ ایک مقامی مالدار اور بہت خوبصورت عورت کو شیشے میں اتارنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اُسے ڈرائنگ روم میں چھوڑ کر شاٹو کے ساتھ دوسرے کمرے میں آیا۔

"کوئی اچھی خبر نہ لائے ہو گے۔ تمہاری شکل بتا رہی ہے۔" سنگ اسے گھورتا ہوا بولا۔

"تلگاوا مار ڈالا گیا اور اس کی لاش پر بھی وہی تصویر۔"

"بڑی اچھی خبر لائے ہو۔" سنگ نے بیحد خوشی ظاہر کرتے ہوئے اُسے جملہ پورا نہ کرنے دیا۔

"میں نہیں سمجھا باس۔"

"تم نہیں سمجھ سکو گے۔ ماریانا کہاں ہے۔"

"پولیس ہیڈ کوارٹر پہنچ گئی ہے۔ وہ خوابگاہ میں اونگھ رہی تھی۔ فائر کی آواز سن کر تجربہ گاہ تک پہنچی تو تلگاوا کی لاش پڑی دیکھی جس کے کوٹ کے کالر سے اسی خوفناک آدمی کی تصویر پن کی ہوئی تھی۔"

"ہوں۔" سنگ کے چہرے پر دفعتہً تشویش کے آثار آنے لگے۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے پوچھا۔ "کیا خود ماریانا نے پولیس کو مطلع کیا تھا..؟"

"جی ہاں...."

"جاؤ.... اس پر نظر رکھو۔ ہو سکتا ہے اب وہ اس عمارت میں واپس نہ جائے۔"

"تو پھر کہاں جائے گی باس؟"

"جہاں بھی جائے تم سائے کی طرح اس کے پیچھے لگے رہنا لیکن اگر اس کی منزل تجربہ گاہ ہی ہو تو واپس آ کر مجھے مطلع کر دینا۔"

"او۔ کے باس۔"

شاٹو چلا گیا۔ سنگ پھر ڈرائنگ روم میں واپس آ گیا۔ عورت کے چہرے پر اکتاہٹ کے آثار تھے لیکن سنگ کو دیکھ کر اُس نے پھر اپنے چہرے پر خوش دلی کے آثار پیدا کرنے کی کوشش کی۔

"کل اسی وقت تم مجھ سے دوبارہ مل سکتی ہو۔ میں تمہارے مسائل حل کرنے کی کوشش کروں گا۔" سنگ بولا۔

"اوہ.... اچھا۔" عورت اٹھتی ہوئی بولی۔ "میں خود اجازت طلب کرنے والی تھی۔ بہر حال میں چاہتی ہوں کہ مجھ پر سے نجس اثرات جلد دور ہو جائیں۔"

"اسی کیلئے کوئی خاص تدبیر کروں گا۔" سنگ مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔

اس کے رخصت ہو جانے پر سنگ نے فون پر جواد حیدر کے نمبر ڈائیل کئے لیکن دوسری طرف سے کوئی لڑکی بولی تھی۔

"کون ہے۔" سنگ نے پوچھا۔

"تم کون ہو؟" دوسری طرف سے سوال کیا گیا۔

"اوہ.... تو تم ہو.... میں لیمی ہوں.... مجھے توقع نہیں تھی کہ تم فون پر ہو گی۔" پھر وہ ماؤتھ پیس میں کھانسنے لگا تھا۔ "معاف کرنا۔" وہ ہانپتا ہوا بولا۔ "مجھے زکام ہو گیا ہے۔"

"اسی لئے میں تمہاری آواز نہیں پہچان سکی تھی۔ لیکن تم نے یہاں فون کرنے کی غلطی کیوں کی ہے۔"

"کوئی اور ریسیور اٹھاتا تو میں تمہاری سہیلی بن جاتا۔ لو سنو...." سنگ نے کسی شوخ لڑکی کی سی آواز میں کہا۔ "میں نیلو فر بول رہی ہوں۔ کیا یاسمن وہاں موجود ہے۔"

"کمال ہے۔" کھنکتی ہوئی ہنسی کے ساتھ کہا گیا۔ "تمہارا واقعی جواب نہیں ہے۔"

"اچھا تو ہوٹیل ارم کے کیبن نمبر سترہ میں پہنچ جاؤ۔ میرا ایک آدمی وہاں سے تمہیں مجھ تک پہنچا دے گا۔"

"بہت اچھا.... میں دس منٹ میں روانہ ہو جاؤں گی۔"

سنگ سلسلہ منقطع کر کے مسکرایا تھا۔



عمران دوہرے میک اپ میں ماریانا کا تعاقب کرتا رہا تھا لیکن وہ اس سے بے خبر تھی۔ پولیس ہیڈ کوارٹر سے اس کی چھوٹی سی اسٹیشن ویگن برآمد ہوئی جسے وہ خود ہی ڈرائیو کر رہی تھی۔ عمران نے دیکھا کہ ایک اور گاڑی بھی اس کے پیچھے لپکی جس کا ڈرائیور کوئی سفید فام غیر ملکی تھا۔ اس نے پرمعنی انداز میں سر کو خفیف سی جنبش دی اور اپنی گاڑی اس کے پیچھے لگا دی۔

عمران کی ہدایت کے مطابق ماریانا تجربہ گاہ کی طرف واپس جا رہی تھی۔ ماریانا کا تعاقب کرنے والے سفید فام غیر ملکی کی گاڑی تجربہ گاہ کے قریب سے گذر کر آگے بڑھتی چلی گئی اور یوٹرن لے کر پھر شہری آبادی کی طرف رواں دواں نظر آئی۔ اب عمران صرف اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ ماریانا کی گاڑی تجربہ گاہ کی کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی تھی۔ کسی قدر اندھیرا پھیل گیا تھا اور اس وقت اس سڑک پر صرف یہی دو گاڑیاں نہیں تھیں۔ اس لئے عمران اطمینان سے تعاقب کرتا رہا۔ شہر پہنچ کر اگلی گاڑی ایک عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔ عمران نے کچھ اور آگے بڑھ کر اپنی گاڑی کمپاؤنڈ وال میں لگا دی۔ اس عمارت کا پائیں باغ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ کہیں کہیں کھڑکیوں کے دھندلے شیشے روشن نظر آ رہے تھے۔ اپنی گاڑی کی اوٹ میں رہ کر وہ دیوار پر چڑھنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر وہ کسی چھپکلی ہی کی طرح دیوار پر سرسراتا ہوا دوسری طرف اتر گیا۔ کچھ دیر اسی جگہ کھڑے رہ کر اندازہ کرنا پڑا تھا کہ عمارت میں کتے تو نہیں۔ تھوڑے ہی فاصلے پر دو گاڑیاں کھڑی نظر آئیں یہاں اتنا گہرا اندھیرا بھی نہیں تھا کہ وہ انہیں گاڑیوں کی حیثیت سے شناخت نہ کر سکتا۔ یہ اطمینان ہو جانے کے بعد کہ عمارت میں کتے نہیں ہیں۔ اس نے آہستہ آہستہ آگے بڑھنا شروع کیا۔ ٹھیک اسی وقت برآمدے سے کسی کے چلنے کی آواز آئی تھی۔ وہ پھر جہاں تھا وہیں دبک گیا۔ پھر ایک متحرک ہیولیٰ گاڑی کی طرف بڑھتا نظر آیا۔ عمران بڑی پھرتی سے ایک درخت کے تنے کی اوٹ میں ہو گیا۔ یہ بروقت احتیاط کام ہی آئی۔ کیونکہ گاڑی کے ہیڈ لیمپ روشن ہوتے ہی کمپاؤنڈ میں اتنا اجالا ہو گیا تھا جو عمران کے لئے دشواری پیدا کر دیتا۔ وہ گاڑی ریورس گیئر میں پھاٹک سے گذر کر باہر نکل گئی۔ اب پھر وہی پہلے کا سا سناٹا ماحول پر مسلط تھا۔

وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہوا اصل عمارت تک جا پہنچا۔ روشن کھڑکیوں کے نیچے سے گذرتے ہوئے ایک جگہ اسے رک جانا پڑا۔ وہ آواز ہی ایسی تھی جس نے اس کے قدم روک دیئے تھے۔ آواز یاسمن کی تھی اور زبان ٹوٹی پھوٹی فرانسیسی۔۔۔۔ وہ کسی سے کہہ رہی تھی۔ ”تم لوگوں کی معذوری میری سمجھ میں نہیں آتی۔“

"اسے سمجھنے کے لئے ایک مخصوص انداز فکر کی ضرورت ہوتی ہے۔" کسی مرد نے اہل زبان کی طرح فرانسیسی ہی میں جواب دیا تھا۔

"لیمی کہاں ہے؟ مجھے کب تک انتظار کرنا پڑے گا۔" یاسمن کی آواز آئی۔

"بس آیا ہی چاہتا ہے۔" جواب ملا "تم کافی کیوں نہیں پیتیں.... ٹھنڈی ہو رہی ہے۔"

عمران نے اپنے روایتی احمقانہ انداز میں دیدے نچائے اور آہستہ آہستہ پیچھے کھسکنے لگا۔ کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور اس میں سے تیز قسم کی روشنی باہر آ رہی تھی۔

سیدھا کھڑا ہو کر کمرے کا جائزہ لینے کی کوشش کرتا تو دیکھ لیا جاتا۔ بہر حال یاسمن کی گفتگو سے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ یہاں دھوکے سے لائی گئی ہے اور خود اس کی منتظر ہے۔

روشنی کی زد سے نکل جانے کے بعد وہ پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اب جس کھڑکی کے قریب تھا اسے ٹٹول کر دیکھا۔ اتفاق سے وہ بھی کھلی ہوئی تھی۔ لیکن روشن نہیں تھی۔ آہستہ سے دونوں پاٹ کھول کر اس نے جیب سے پنسل ٹارچ نکالی اور اُسے روشن کر کے اس اندھیرے کمرے کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ اچانک پشت سے کئی آدمی ٹوٹ پڑے۔ پنسل ٹارچ ہاتھ سے گر گئی اور وہ ان میں سے ایک کی کنپٹی سہلاتا ہوا ان کے نرغے سے نکل گیا۔ حملہ آور تین تھے۔ دوسرے ہی لمحے میں سائیلنسر لگا ہوا آٹو میٹک پستول بھی نکل آیا۔ ایک چیخ گونجی تھی۔ ایک پہلے ہی بیہوش ہو گیا تھا۔ دوسرے کو خاموش گولی چاٹ گئی۔ تیسرا اچھل کر بھاگا ہی تھا کہ اس کی کھوپڑی میں بھی سوراخ ہو گیا۔ دوسری چیخ پہلی سے بھی زیادہ کربناک تھی۔ عمران تیزی سے اسی کھڑکی کی طرف جھپٹا۔ جس سے تاریک کمرے کا جائزہ لیتے وقت اس پر حملہ ہوا تھا۔ کھڑکی سے گذر کر کمرے میں پہنچا اور اسے بند کر کے بولٹ کر دیا۔ اور اب اندازے سے دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ہینڈل گھماتے ہی دروازہ کھل گیا لیکن ہر طرف اندھیرا ہی نظر آ رہا تھا۔ اس نے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز بھی سنی لیکن وہ کوئی ایک ہی آدمی تھا۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے؟" یہ یاسمن کی آواز تھی۔ لیکن جواب میں کچھ بھی سنائی نہ دیا۔ وہ شائد اب بھی برابر ہی کے کمرے میں تھی۔

"لیمی! تم کہاں ہو۔ اندھیرا کیوں ہو گیا؟" یاسمن پھر چیخی تھی۔

اس بار بھی عمران نے دوسری کوئی آواز نہ سنی۔ بہر حال وہ جہاں تھا وہیں دم سادھے کھڑا رہا۔ چند لمحوں کے بعد اس نے دروازہ بند کر کے پھر کھڑکی ہی کا رخ کیا۔ اندھیرے میں مکان میں گھس کر یاسمن والے کمرے تک پہنچنے سے زیادہ بہتر یہی تھا کہ وہ کھڑکی سے دوبارہ باہر نکل جاتا اور کمرے کی کھڑکی سے یاسمن کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتا۔ وہ دوسری کھڑکی کے

قریب پہنچا ہی تھا کہ یاسمن کی آواز پھر آئی۔ "او آرٹسٹ...! تم کہاں ہو۔ روشنی کرو.... یہ کیا بیہودگی ہے۔"

عمران کھڑکی کے ذریعے بہ آہستگی کمرے میں اتر گیا اور دیوار سے لگا کھڑا رہا۔ وہ اندازہ کرنا چاہتا تھا کہ یاسمن اس اندھیرے کمرے میں کس جگہ ہو گی۔ اس نے دیوار پر ہاتھ مارا اور تیزی سے بائیں جانب سرک گیا۔

"کون ہے؟" یاسمن خوفزدہ آواز میں چیخی اور عمران نے اندازہ لگا لیا کہ وہ کس طرف ہے لیکن ساتھ ہی کمرے میں روشنی بھی ہو گئی۔ سامنے ایک لمبا اور بدہیت آدمی نظر آیا۔ یہ بوہیمین قسم کا کوئی فرانسیسی آرٹسٹ معلوم ہو رہا تھا۔ ڈاڑھی اور سر کے بڑھے ہوئے بالوں سے صرف ناک اور آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ لیکن اس کے چہرے سے بھی زیادہ خوفناک چیز اس کے ہاتھ میں تھی۔ اعشاریہ چار پانچ کے ریوالور کا رخ عمران ہی کی طرف تھا۔ آرٹسٹ نے بائیں ہاتھ کے اشارے سے یاسمن کو اپنے قریب بلایا۔ وہ بھی حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران کو گھورے جا رہی تھی۔ پہچان نہ سکی کیونکہ اس نے بھی لمبی رولاں والے میک اپ پر گھنی ڈاڑھی اور دہانے کو چھپانے والی مونچھیں استعمال کی تھیں۔ لوشن کے اثر سے پلکوں نے متورم ہو کر آنکھوں کی بناوٹ پر اثر ڈالا تھا۔

"تم کون ہو۔؟" آرٹسٹ نے کڑک کر پوچھا۔

"یہی میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں۔" عمران نے کہا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے تھے۔

"بتاؤ۔" وہ ریوالور کو جنبش دے کر دہاڑا۔

"بکواس بند کرو۔ باہر تین لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ تم میری جیب سے میرا شناخت نامہ نکال کر دیکھ سکتے ہو۔"

"کیا مطلب؟"

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ریوالور زمین پر ڈال دو اور بتاؤ کہ لاشیں کس کی ہیں۔ دو چیخیں سنکر میں کمپاؤنڈ میں داخل ہوا تھا۔"

"میں نہیں جانتا کہ لاشیں کس کی ہیں چیخیں میں نے بھی سنی تھیں اور کسی خطرے کا احساس ہوتے ہی روشنی بجھا دی تھی۔" آرٹسٹ بولا اور ساتھ ہی اس کے ریوالور سے ایک فائر ہوا اور کمرہ پھر تاریک ہو گیا اس نے بلب پر فائر کیا تھا۔

"خبردار.... خبردار۔" عمران نے ہانک لگائی۔ پھر کوئی گرا تھا اور یاسمن کی چیخ اندھیرے میں گونجی تھی۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز دور ہوتی گئی۔ یاسمن کی موجودگی میں عمران کوئی خطرہ

مول نہیں لینا چاہتا تھا۔ ورنہ سنگ اس طرح نکل جانے میں کامیاب نہ ہو سکتا۔

"یاسمن....." اس کی تیز قسم کی سرگوشی اندھیرے میں گونجی۔

"کک.... کون ہے؟" خوفزدہ سی آواز سنائی دی تھی۔

عمران آواز کی سمت بڑھا۔ وہ فرش پر پڑی ہوئی تھی۔ عمران نے ٹٹول کر اُسے اٹھانے کی کوشش کی۔

"لیمی...." وہ آہستہ سے بولا۔ "چپ چاپ نکل چلو۔"

"کیا تم نے مجھے یہاں نہیں بلایا تھا۔"

"ہرگز نہیں۔ جتنی جلد ممکن ہو۔ یہاں سے نکل چلو۔"

ایک گھنٹے بعد یاسمن عمران کی قیام گاہ پر اُسے اپنی کہانی سنا رہی تھی۔

"ہوٹیل اِرم سے ایک آدمی مجھے وہاں لے گیا تھا۔ لیکن تم نہ ملے وہ منحوس آرٹسٹ ایک تصویر بنا رہا تھا کہنے لگا لیمی کہہ گیا ہے وہ آدھے گھنٹے میں واپس آجائے گا۔ تم یہیں بیٹھ کر انتظار کرو۔ لیکن خبر دار مجھ سے گفتگو کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ میں پینٹ کرتے وقت بولنا پسند نہیں کرتا۔"

"میں نے تمہیں فون نہیں کیا تھا۔ دراصل یہ تمہیں وہاں بُلا کر دیکھنا چاہتا تھا کہ تمہارا تعاقب کرتا ہوں یا نہیں۔"

"اور تم نے کیا۔" یاسمین ہنس پڑی۔

"ہرگز نہیں! یہ محض اتفاق تھا کہ کسی اور کا تعاقب کرتا ہوا اُدھر جا نکلا تھا۔"

"آخر وہ تھا کون؟"

"حیرت ہے کہ تم نہ پہچان سکیں۔ اتنے لمبے آدمی کم ہی دیکھنے میں آتے ہیں۔"

"اوہ.... تو کیا.... وہ نجومی۔"

"سو فیصد! محض تمہاری وجہ سے اسے چھوٹ دینی پڑی ورنہ وہ اس طرح مجھ سے پیچھا نہ چھڑا سکتا۔ مجھے ڈر تھا کہ کہیں تم زخمی نہ ہو جاؤ۔"

"میں تمہیں ہمیشہ یاد رکھوں گی لیمی۔"

"شکریہ....."

"اور سنو! پچھلی رات میں خواب آور دوا کھا کر بیہوش ہو گئی تھی۔ اس ڈر سے کہ کہیں چچا اپنے اس آدمی کے سلسلے میں مجھ سے پوچھ گچھ نہ شروع کر دیں۔ جسے تم نے ہوتیل ارم کے پارکنگ شڈ میں بیہوش کر دیا تھا۔"

"لیکن انہوں نے تمہارے ہوش میں آنے کے بعد بھی اس کے بارے میں نہ پوچھا ہوگا۔"

"اسی پر تو مجھے حیرت ہے۔"

"بالکل حیرت نہ کرو۔ وہ دونوں ہی میرے خون کے پیاسے ہیں۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح تمہاری مدد کروں۔" یاسمن بولی۔

"تم میرے لئے بہت کچھ کر سکو گی۔ ابھی وقت نہیں آیا۔ اب میں تمہیں کہاں پہنچادوں اور ہاں! شائد وہ آج کے واقعے کا ذکر تمہارے چچا سے نہ کرے۔ لہذا تم بھی اپنی زبان بند رکھنا۔ ایسی بن جاؤ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔"

"جو تم کہو گے.... کروں گی۔"

"شکریہ! تمہارے ملک کی بہتری اسی میں ہے۔"



جنرل نے اس شکستہ حال بھکاری کو گھور کر دیکھا جو اس کی گاڑی کے قریب آکھڑا ہوا تھا۔ ڈرائیور نے اسے ایک طرف ہٹا کر جنرل کے لئے دروازہ کھولنے کی کوشش کی تھی۔

"ٹھہرو.. الگ ہٹ جاؤ۔" جنرل نے بھکاری کے پھیلے ہوئے ہاتھ پر نظر جما کر ڈرائیور سے کہا۔

وہ اگلی نشست کے دروازے کے قریب جا کر کھڑا ہوا۔ بھکاری کی ہتھیلی پر قلم سے کچھ آڑی ترچھی لکیریں کھینچی گئی تھیں جن کے درمیان لکھا ہوا تھا۔ "ٹھیک آٹھ بجے شب۔" جنرل نے ایک سکہ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ پھر جیسے ہی وہ گاڑی کے پاس سے ہٹا اس نے ڈرائیور کو دوبارہ گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "سمران کی طرف چلو اور مجھے وہیں چھوڑ کر واپس چلے آنا۔"

وہ اس طرف شاپنگ کے لئے آیا تھا لیکن فقیر کے ہاتھ پر تحریر دیکھتے ہی پروگرام میں تبدیلی کر دی تھی۔

شام کے پانچ بجے تھے اور اُسے ٹھیک آٹھ بجے مقررہ مقام پر پہنچنا تھا۔ سمران ایک وسیع عمارت تھی جہاں محکمے کے مہمان ٹھہرائے جاتے تھے اور اس کا ایک حصہ جنرل کی بعض مصروفیات کے لئے وقف تھا۔ گاڑی اسی حصے کے سامنے رکی تھی اور جنرل کے اترتے ہی ڈرائیور اسے عمارت کی کمپاؤنڈ سے باہر نکال لے گیا تھا۔

جنرل ایک کمرے میں داخل ہوا۔ ملبوسات کی الماری کھولی اور لباس تبدیل کرنے لگا۔

دس پندرہ منٹ کے اندر ہی اندر ایک فوجی ڈرائیور کی وردی میں ملبوس نظر آیا تھا۔ پھر سمران کی کمپاؤنڈ سے ایک جیپ نکلی تھی جسے جنرل ایک معمولی ڈرائیور کی وردی میں چلا رہا تھا۔ اندھیرا پھیلنے لگا تھا اور جیپ ویرانے کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔ سنسان سڑک پر ہیڈ لیمپس کی روشنی

دور تک پھیل رہی تھی۔

آٹھ بجے سے پہلے ہی ویرانے کی اس تنہا عمارت میں پہنچ گیا تھا جہاں دائی تھری سے پہلی بار ملا تھا۔ قفل کھول کر عمارت میں داخل ہوا اور جہاں جہاں روشنی کی ضرورت تھی کیروسین لیمپ روشن کر دیئے۔

ٹھیک آٹھ بجے بند دروازے پر کسی نے دستک دی تھی۔ دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے بدلی ہوئی آواز میں پوچھا تھا کہ دستک دینے والا کون ہے اور کیا چاہتا ہے۔

"دائی تھری۔" باہر سے آواز آئی اور جنرل نے دروازہ کھول دیا۔

"میرے آداب قبول فرمایئے۔" ڈراؤنے چہرے والے نے اندر داخل ہو کر کسی قدر خم ہوتے ہوئے کہا۔

"اندر چلو۔ اور بیس منٹ کے اندر اندر اس ملاقات کا مقصد بیان کر دو....."

"بہت بہتر.... میرے پاس بھی وقت بہت کم ہے۔"

وہ ایک جگہ آ بیٹھے اور عمران نے کہا۔ "سب سے پہلے تو ان لوگوں کی لسٹ لیجئے جو آپ کے محکمے کی کالی بھیڑیں ہیں۔"

"کیا اور بھی ہیں؟" جنرل کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کئی عدد.... کرنل بہرام تو بالکل سامنے کی چیز تھا۔" عمران نے کہا اور اپنی ڈائری کا ایک ورق پھاڑ کر اس کے حوالے کر دیا۔

"میرے خدا۔" جنرل اس پر تیزی سے نظر ڈال کر بولا۔ "تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔"

"اور اب سنئے کہ اصل کھیل کیا ہے۔ موجودہ وزیر اعظم عنقریب ہی معتوب ہو کر اپنے عہدے سے ہاتھ دھو بیٹھے گا اور پھر جواد حیدر کے لئے میدان صاف ہو جائے گا۔"

"یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ جواد حیدر عرصہ سے اسی تگ و دو میں ہے۔" جنرل نے خشک لہجے میں کہا۔

"لیکن اس سے لاعلم ہیں کہ یہ کیونکر ہو گا۔"

"بالکل.... بھلا اس کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے۔"

"میں جانتا ہوں.... تین سال پہلے کسی بڑی طاقت سے آپ کا کوئی خفیہ معاہدہ ہوا تھا۔ عنقریب اس طاقت کا ایک نمائندہ اس معاہدے کی تجدید کے لئے یہاں آنے والا ہے۔"

"اچھا تو پھر....؟"

"اس معاہدے کے کاغذات کا فائیل وزیر اعظم کی تحویل میں ہے۔"

"کہتے رہو۔" جنرل اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"فائیل کا نام بتاؤں؟"

"جلدی سے کہہ چکو۔" جنرل کے لہجے میں کس قدر جھنجھلاہٹ تھی۔

"تھری ایکس زیرو فور آبلیک ون۔ اسٹرکٹلی کونفیڈنشل۔"

"اوہ۔" جنرل کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"آپ کو علم ہوگا کیونکہ معاہدہ فوجی نوعیت کا تھا۔ بہر حال اس دوران وہ فائیل اس طرح اڑایا جائے گا کہ وزیر اعظم کو خبر نہ ہو سکے گی۔ اب آپ خود سوچئے کہ اس نمائندے کی آمد پر جب اس فائیل کی ضرورت پیش آئے گی تو وزیر اعظم کا کیا حال ہوگا۔ کیا وہ دربار کے عتاب سے محفوظ رہ سکیں گے۔"

"اوہ.... میرے خدا۔ جلد کچھ کرنا چاہیے۔" جنرل مضطربانہ انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"فکر نہ کیجئے۔ اس فائیل کی نقل آج رات بھر میں تیار ہونی چاہئے پھر اُسے اصل کی جگہ رکھوا دیجئے۔ اس کے بعد میں سب کچھ دیکھ لوں گا۔ جواد حیدر اور زیرو لینڈ کا وہ نمائندہ رنگے ہاتھوں نہ پکڑے گئے تو مقصد حاصل نہ ہو سکے گا۔"

"تت.... تم.... ٹھیک کہتے ہو.... یہی ہوگا.... اور کچھ؟"

"نہیں بس.... اب آپ جلد از جلد روانہ ہو جائیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جواد حیدر کے آدمی ہاتھ صاف کر جائیں۔"

"دوست میں تمہیں ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ تم حیرت انگیز ہو۔ اب میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ تم سے ان معلومات کا ذریعہ پوچھ سکوں۔" وہ اس کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔

عمران نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "سب کچھ بتادوں گا۔ فی الحال خدا حافظ۔"



ماریانا خاموش کھڑی تھی اور سنگ اسے مسلسل چھیڑے جا رہا تھا۔ آخر وہ جھلا کر بولی۔ "تم سے بڑا درندہ آج تک میری نظر سے نہیں گذرا۔"

"ٹھنڈے دل سے قبول کرلو تو مجھے فرشتہ پاؤ گی۔ میں تو بیحد بے ضرر آدمی ہوں۔"

"تم تلگاوا کو اپنی راہ کا پتھر سمجھتے تھے۔ میں اب آزاد ہوں۔ مجھ سے شادی کرلو۔"

"شادی کرنے کے بعد میں بھی تلگاوا ہی کی طرح بور ہو جاؤں گا۔"

"تو تم شادی نہیں کرو گے۔" وہ غضبناک ہو کر چیخی۔

"نہ میرے باپ نے میری ماں سے شادی کی تھی اور نہ میں کسی کا باپ کہلانا پسند کروں گا۔"

"میں تمہیں مار ڈالوں گی۔ ایک پادری کی بیٹی ہوں۔ خود بھی مر جاؤں گی۔ گناہ کا داغ لے کر زندہ نہیں رہ سکتی۔"

"کسی پادری کا داماد بننے سے تو بہتر ہوگا کہ پھر سے رحم مادر میں لوٹ جاؤں۔"

"خاموش رہو اور یہاں سے چلے جاؤ!" وہ حلق پھاڑ کر چیخی۔

"سنو۔ میں اب تمہیں یہاں اس ویرانے میں تنہا نہیں رہنے دوں گا۔"

"میں کہیں نہ جاؤں گی۔"

"میں کب کہہ رہا ہوں کہ کہیں جاؤ۔ میں یہیں رہوں گا۔ تمہارے ساتھ ایک پل کے لئے بھی تمہیں تنہا نہیں چھوڑوں گا۔ سارے کام یہیں بیٹھے بیٹھے کروں گا۔"

"تب تو اسی خوفناک چہرے والے کے ہاتھوں مارے جاؤ گے کیونکہ وہ یہاں آچکا ہے۔"

"اوہ۔ کوئی میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ چلو خواب گاہ میں چلیں.... گیارہ بج رہے ہیں۔"

"آخ تھو...." ماریانا نے جھلاہٹ میں اس کے منہ پر تھوک دیا۔

"شکریہ!" سنگ نے جیب سے رومال نکال کر چہرہ صاف کرتے ہوئے کہا۔ "میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں۔ تنہا خواب گاہ میں جاؤ اور دروازہ اندر سے مقفل کر کے سو جاؤ۔ میں باہر رہ کر تمہاری حفاظت کرتا رہوں گا۔"

ماریانا نے لاپروائی ظاہر کرنے کیلئے شانوں کو جنبش دی اور تجربہ گاہ سے چلی گئی۔ کچھ دیر بعد سنگ نے وہ دروازہ بند کیا تھا جس سے گذر کر دوسری طرف گئی تھی۔ پھر وہ فون کی طرف بڑھا اور کسی کے نمبر ڈائیل کئے۔ دوسری طرف سے جواد حیدر کی آواز سنائی دی تھی۔

"کیا رہا۔" سنگ نے پوچھا۔

"کام بن گیا۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"بہت اچھے... جہاں کا پتہ بتایا تھا وہیں پہنچ جاؤ۔ اپنی بھتیجی کو بھی لانا کیونکہ اس شخص کا انتظام کرنا بھی بیحد ضروری ہے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ بنا بنایا کھیل بگڑ جائے۔"

"بہت بہتر.... میں اُسے ضرور لاؤں گا۔" جواد حیدر کی آواز آئی۔

"روشن مستقبل تمہارا منتظر ہے۔ آج سے تمہارا ستارہ عروج پر ہوگا۔"

"بہت بہت شکریہ۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

ریسیور رکھ کر ماریانا کی خواب گاہ کی طرف آیا تھا اور یہ دیکھ کر دروازہ اندر سے مقفل کر لیا گیا ہے۔ چپ چاپ صدر دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا تھا۔

دروازہ کھول کر آہستہ سے آواز دی۔ "شاٹو.... شاٹو۔"

"یس باس۔" شاٹو کسی طرف سے برآمد ہوا۔

"تم سب چوکس ہونا؟"

"یس باس۔"

"بس اس پر نظر رکھنا کہ کوئی اس کا تعاقب کرتا ہوا تو نہیں آیا۔ ایسے کسی آدمی کو زندہ نہ چھوڑنا۔"

"او کے باس.... مطمئن رہئے۔"

سنگ نے دروازہ بند کیا اور پھر تجربہ گاہ میں آبیٹھا۔ اس کے چہرے پر کسی قدر تشویش کے آثار تھے۔ بوتل سے تھوڑی سی گلاس میں انڈیل کر چسکیاں لیتا رہا۔ دفعتہً فون کی گھنٹی بجی اور اس نے ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے کوئی کہہ رہا تھا۔ "سب ٹھیک ہے باس، دور دور تک کسی کا پتا نہیں۔"

"پوری طرح جاگتے رہو، جو شخص میری آنکھوں میں دھول جھونک جائے اس کے لئے تمہاری کیا حقیقت ہے۔" سنگ بولا۔

"ہم ہوشیار ہیں باس۔"

سنگ ریسیور رکھ کر پھر صدر دروازے کی طرف آیا اور شاٹو کو آواز دی۔ اس بار اُسے اندر بلا لیا تھا۔

"کتنے آدمی ہیں۔" اس نے اس سے پوچھا۔

"ستائیس.... باس۔ سڑک تک پھیلے ہوئے ہیں۔ لمبی گاڑی کے پیچھے اگر کوئی دوسری گاڑی دکھائی دی تو اسے چھلنی کر دیا جائے گا۔"

"لمبی گاڑی کی ڈگی کھلوا کر بھی دیکھ لینا۔"

"او، کے باس۔"

"وہ بے حد حرامی ہے۔ اس رات میں اُسے کوئی سیکیورٹی آفیسر سمجھ کر وہاں سے فرار ہو گیا تھا۔ شائد اس نے مسز تلگاوا کا تعاقب کیا تھا اور پھر تمہارا تعاقب کرتا ہوا اس عمارت تک پہنچا تھا۔"

"لیکن باس یقین نہیں آتا کہ وہ تنہا ہے۔"

"تم اس فکر میں نہ پڑو۔ بس کام پر نظر رکھو، جو تمہارے ذمے ڈالا گیا ہے۔"

"وش یو گڈ لک باس۔" شاٹو نے کہا اور باہر چلا گیا۔

ایک گھنٹے بعد تجربہ گاہ میں بزر کی ہلکی سی آواز گونجی تھی اور سنگ دوڑتا ہوا صدر دروازے کی

طرف چلا گیا تھا۔ دروازہ کھولا۔ جواد حیدر اور یاسمن باہر کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے پیچھے شاٹو تھا۔ جواد حیدر کے ہاتھ میں ایک بریف کیس تھا۔ سنگ انہیں اندر لایا۔ شاٹو باہر ہی رہ گیا تھا۔

تجربہ گاہ میں پہنچ کر سنگ نے بریف کیس جواد حیدر کے ہاتھ سے لیتے ہوئے پوچھا۔ "ڈرائیور تو نہیں ہے تمہارے ساتھ؟"

"نہیں.... میں خود ہی ڈرائیو کر تا رہا ہوں۔"

"ٹھیک ہے.... بیٹھ جاؤ۔ اب میں اس بچی کے ہاتھ دیکھوں گا۔ یہ اپنے وقت کی بہت بڑی عورت بننے والی ہے۔"

یاسمن اسے کینہ توز نظروں سے دیکھے جا رہی تھی۔ سنگ نے اس سے پوچھا۔ "لیمی رولاں اس وقت کہاں ہو گا؟"

"اوہ.... وہ...." یاسمن ہنس پڑی۔ "میرا خیال ہے کہ وہ اس وقت اسی عمارت میں ہے۔"

"کیا مطلب؟" جواد حیدر کرسی سے اٹھ گیا۔

یاسمن اور زور سے ہنسی اور جواد دہاڑا۔

"اسے کچھ نہیں کہتے جو مجھ سے ایسے احمقانہ سوال کر رہا ہے۔" یاسمن نے بھی ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "کیا اس کی روشن ضمیری لیمی کے معاملے میں سو گئی ہے۔ میں کیا جانوں وہ کہاں ہو گا۔"

"بہت حاضر جواب ہو۔ میں خوش ہوا۔" سنگ بولا۔ "سچ مچ سوال احمقانہ تھا لیکن میں تمہیں بہت پسند کرنے لگا ہوں۔ آؤ.... میرے قریب آؤ۔"

"یہ کیا بکواس کر رہا ہے۔" یاسمن نے چچا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"چپ رہو! بد تہذیبی کا مظاہرہ مناسب نہیں۔ یہ دنیا کے بہت بڑے آدمی ہیں۔"

"آدمی۔؟" یاسمن پھر ہنس پڑی۔ "یا دو ٹانگوں والی بام مچھلی۔"

"میں کہتا ہوں خاموش رہو۔" جواد آپے سے باہر ہو گیا۔ ٹھیک اسی وقت بائیں جانب والا دروازہ کھلا اور کئی مسلح آدمی اندر گھس آئے۔ ان کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں تھیں۔

لیمی رولاں پیش پیش تھا۔ لیکن اس کے ہاتھ خالی تھے۔

جنرل نے سنگ کو للکارا۔ "بریف کیس فرش پر ڈال دو۔"

سنگ نے چپ چاپ تعمیل کی۔ لیکن وہ صرف لیمی رولاں کو گھورے جا رہا تھا۔ نہ اپنی طرف اٹھی ہوئی اسٹین گنوں سے متاثر نظر آتا تھا اور نہ اس اچانک بدلتے ہوئے نقشے سے.... ایک مسلح آدمی نے جنرل کے اشارے پر بریف کیس اٹھا لیا تھا۔

"لیمی کے بارے میں غلط تو نہیں کہا تھا میں نے گندی بام مچھلی...." یاسمن پھر ہنس پڑی۔

"جواد حیدر اپنے ہاتھ ہتھکڑیوں کے لئے پیش کرو۔ کھیل ختم ہو گیا۔" جنرل غرایا۔ "اور تم بھی۔" اشارہ سنگ کی طرف تھا۔

سنگ نے اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھا دیئے۔ لیکن اس کی نظر اب بھی لیمی ہی پر تھی۔ وہ پلکیں جھپکائے بغیر اُسے گھورے جا رہا تھا۔ اچانک اس دروازے کی طرف سے وحشیانہ قہقہہ سنائی دیا جو ماریانا کی خواب گاہ کی جانب تھا۔ ماریانا کھڑی بے تحاشہ ہنس رہی تھی اور پھر اس وقت تو قہقہے اور زیادہ بلند آہنگ ہو گئے تھے جب سنگ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالی جا رہی تھیں۔ "دیکھا" وہ یک بیک ہنسی روک کر بولی۔ "میں جانتی تھی۔ کہ لیمی رولاں اس راستے سے واقف ہو گیا ہے جس سے تو اچانک آ جایا کرتا تھا۔"

"تو اس میں خوش ہونے کی کیا بات ہے۔ گندی کتیا۔" سنگ نے پر سکون لہجے میں کہا۔

جواد حیدر کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ جیسے ہی اس کے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں پڑیں چکرا کر گرا اور بیہوش ہو گیا۔

سنگ لیمی رولاں سے کہہ رہا تھا۔ "میں فی الحال تم سے پیچھا چھڑانے کے لئے گرفتار ہو رہا ہوں اُسے ہمیشہ یاد رکھنا...."

عمران خاموش کھڑا رہا۔ اس کے ہونٹ سختی سے بھنچے ہوئے تھے۔

یاسمن کے چہرے پر اب ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ وہ دیدہ ودانستہ اپنے چچا کی طرف متوجہ نہیں ہو رہی تھی۔ عمران نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب کر لیا اور آہستہ سے بولا۔ "تم اپنے ملک کی عظیم ترین خاتون ہو۔"

اچانک یاسمن نے اُس کے شانے پر سر رکھ دیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"لڑکی خاموش رہو۔" جنرل غرایا۔

"جنرل......! پلیز۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"اسے یہاں سے ہٹا لے جاؤ۔" جنرل نے اپنے ایک آدمی سے کہا۔

"نہیں۔! یہ میرے ساتھ رہے گی۔" یک بیک عمران کا لہجہ سخت ہو گیا۔

"اسی کی مدد سے میں تمہارے ملک کو ایک بڑے نقصان سے بچا سکا ہوں اور میں اس عظیم لڑکی کو سلام کرتا ہوں۔"

جنرل کا منہ حیرت سے کھلا اور پھر بند ہو گیا۔ اس نے اپنے آدمیوں کو بیہوش جواد حیدر سے متعلق کچھ ہدایات دیں اور وہاں سے روانگی کی تیاری کرنے لگا۔

"واپسی اُدھر ہی سے ہو گی جدھر سے آئے تھے۔" عمران بولا۔

"کیوں؟" جنرل چونک کر اُسے گھورنے لگا۔

"عمارت کے سامنے اس کے آدمی سڑک تک بکھرے ہوئے ہیں۔"

عمران نے اس کی طرف توجہ دیئے بغیر جنرل سے کہا۔ "اس کے ہاتھوں میں پڑی ہوئی ہتھکڑیوں پر اعتماد نہ کیجئے گا.... ذرا ہوشیاری سے۔"

"یہ میرے محکمے کی ہتھکڑیاں ہیں۔" جنرل کے لہجے میں سختی تھی۔ "ہر معاملے میں دخل اندازی مت کرو۔"

اس پر سنگ عمران کو آنکھ مار کر مسکرایا۔ عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی اور یامن کا بازو پکڑ کر اُسے دروازے کی طرف لے چلا جہاں ماریانا کھڑی تھی۔ اُس نے آہستہ سے کچھ کہا تھا اور ماریانا اُسے اپنے ساتھ لئے ہوئے دروازے سے گذر گئی تھی۔

"یہ تم نے کیا کیا؟ لڑکی بھی ساتھ ہی جائے گی۔" جنرل نے کہا۔

"نہیں۔ وہ اپنے سینے پر کوئی تمغہ نہیں سجانا چاہتی۔ اس کارنامے کو اپنی ہی کارکردگی تک محدود رکھئے۔" عمران کا لہجہ بے حد خشک تھا۔

"یہ کیسے ممکن ہے؟"

"میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اُس کی اس وطن دوستی کی پبلسٹی نہیں کی جائے گی اور یہ میں نے اس اعتماد کی بنا پر کیا تھا کہ آپ مجھ سے متفق ہو جائینگے۔"

جنرل نے تفکر آمیز انداز میں سر کو تفہیمی جنبش دی اور اپنے آدمیوں کو قیدیوں سمیت روانگی کا حکم دیا۔ پھر یک بیک انہیں رُکنے کا اشارہ کر کے عمران کے قریب آیا اور آہستہ سے بولا۔ "تو اب تم سے ملاقات نہیں ہو سکے گی۔"

"میرا کام ختم ہو گیا جنرل، مجھے صرف اس سازش کی جڑوں کا پتا لگانا تھا جس کے تحت میرے اور آپ کے ملک کے تعلقات خراب ہو سکتے تھے۔ جواد حیدر ثبوت سمیت آپ کے قبضے میں ہے' رہا سنگ کا معاملہ تو وہ ایک عالمی مسئلہ ہے۔ اگر میں کہوں کہ آپ اُسے میرے حوالے کر دیں تو۔"

"یہ ناممکن ہے کیونکہ یہ ہماری مملکت میں پکڑا گیا ہے۔"

"میں جانتا تھا کہ آپ کا یہی جواب ہوگا لہٰذا میں اپنی حکومت کی طرف سے کوئی الگ درخواست نہیں کر سکتا۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ آپ ایک دن بھی اُسے اپنی قید میں نہ رکھ سکیں گے۔" دونوں گفتگو میں محو تھے کہ اچانک انہوں نے کئی حیرت زدہ سی آوازیں سنیں۔ چونک کر پلٹے تو سنگ غائب تھا اور جنرل کے آدمی بائیں جانب والے دروازے پر پلے پڑ رہے تھے۔ ہتھکڑیوں کا جوڑا بیہوش جواد حیدر کے قریب پڑا انہیں منہ چڑا رہا تھا۔ "ہٹو ایک طرف!"

ران نے کہتے ہوئے دروازے میں چھلانگ لگائی۔



اس پوشیدہ سرنگ کے دہانے کے قریب پہنچ کر عمران رک گیا جس کا علم تلگاوا کو بھی نہیں تھا۔ شائد یہ سنگ کے مخصوص کار پردازوں کی محنت کا نتیجہ تھی۔ عمارت کی پشت پر بکھری ہوئی چٹانوں کے درمیان اس کا دہانہ عمران کو اتفاقاً مل گیا تھا۔ ایک رات تلگاوا کی تجربہ گاہ کے آس پاس چھپنے کے لئے کسی معقول سی جگہ کی تلاش میں بھٹکتا پھر رہا تھا کہ یہ جگہ دریافت ہوگئی تھی۔ پہلے وہ قدرتی غار کا دہانہ سمجھا تھا لیکن یہ راستہ اُسے عمارت کے ایک اندرونی حصے تک لے گیا۔

بہر حال سنگ اس وقت اسی راستے سے فرار ہوا تھا اور یہاں ان چٹانوں میں اسے اس وقت ایک پوری بٹالین بھی تلاش کر لینے میں ناکام رہتی کیونکہ مطلع ابر آلود ہونے کی بنا پر تاروں کی چھاؤں تک میسر نہیں تھی۔ جنرل اور اس کے تین آدمی عمران کے پیچھے کھڑے تھے۔ دو آدمیوں کو وہ بیہوش جواد حیدر کے پاس چھوڑ آیا تھا۔ بریف کیس اس کے ہاتھ میں تھا۔

"یہ کیسے ہوا تھا کرنل فہیم؟" دفعتہً جنرل نے اپنے پیچھے کھڑے ہوئے کسی آدمی کو مخاطب کیا۔

"کچھ پتا ہی نہیں چل سکا۔ میں نے ہتھکڑیوں کے فرش پر گرنے کی آواز سنی تھی جتنی دیر میں ہم سنبھلتے وہ نکل چکا تھا۔ بس ایسا معلوم ہوا تھا جیسے اُڑتا ہوا دروازے سے گذر گیا ہو۔"

"یہ بہت بُرا ہوا بہت بُرا۔" جنرل عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"اوں.... ہاں۔" عمران چونک پڑا۔ "لیکن اب خود کو بچائے رکھنے کی کوشش میں وہ دوبارہ اسی طرف ہلہ بول سکتا ہے۔ اس کے متعدد مسلح آدمی عمارت کے سامنے موجود ہیں۔ خدایا! کہیں وہ دروازہ نہ توڑ دیں.... وہ عورتیں۔"

عمران تیزی سے پلٹا اور سرنگ میں دوڑتا چلا گیا۔ وہ پلٹا ہی تھا کہ مخالف سمت سے کئی فائر ہوئے۔ جنرل دو آدمیوں کو سرنگ کے دہانے پر چھوڑ کر ایک آدمی کے ساتھ عمران کے پیچھے چل پڑا تھا۔ عمران نے جیسے ہی عمارت میں قدم رکھا آنچ سی محسوس کی۔ "اوہ! میرے خدا۔" وہ مڑ کر جنرل سے بولا۔ "شائد انہوں نے عمارت میں آگ لگادی۔"

سچ مچ یہاں چاروں طرف شعلے بھڑک رہے تھے۔ اس نے عورتوں کی چیخیں سنیں اور بے تحاشا ماریانا کی خوابگاہ کی طرف جھپٹا۔ پٹرول کی بُو چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ دوسری طرف جنرل کے آدمی جواد حیدر کو تجربہ گاہ سے نکال لے جانے کی جدوجہد میں مصروف تھے۔ اسی ہنگامے کے دوران میں فائروں کی آوازیں گونجنے لگیں۔ عمران ان سب سے بے پروا ماریانا کی خوابگاہ میں جا گھسا۔ یاسمن دہشت کے مارے بے ہوش ہو چکی تھی۔ اُس نے اسے اٹھا کر کاندھے

پر ڈالا۔ اور ماریانا کا ہاتھ پکڑ کر پوشیدہ راستے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب اسے نہ جنرل کی فکر تھی اور نہ جواد حیدر کی۔ وہ ان دونوں کو ہر حال میں بچا لے جانا چاہتا تھا۔ سرنگ سے گذرتے وقت اس نے عقب میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنی اور ایک طرف ہٹ کر داہنے ہاتھ سے ریوالور نکال لیا۔ دوڑنے والے اُن کے قریب سے گذر گئے۔ ماریانا دم بخود تھی اور یاسمن عمران کے کاندھے پر بیہوش پڑی ہوئی تھی۔ وہ پھر سرنگ کے دہانے کی طرف بڑھنے لگے اور وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ کچھ دیر پہلے آنے والے جنرل اور اس کے بقیہ ساتھی تھے۔

"جواد حیدر کا جسم انہوں نے چھلنی کر دیا۔ میرا بھی ایک آدمی مارا گیا۔" جنرل کہہ رہا تھا۔ "ان کی تعداد زیادہ ہے۔ اب شائد وہ ادھر بھی آ نکلیں۔"

"میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ آپ کے ساتھ صرف یہی پانچ آدمی ہونگے۔" عمران خشک لہجے میں بولا۔ "مجھے تو کسی طرح ان دونوں کا تحفظ کرنا ہے۔ اس طرف سے فائرنگ بند ہو گئی۔ لہٰذا اب نکلنا چاہئے۔" اس نے ایک پتھر کو ٹھوکر لگائی اور وہ کچھ دور پھسلنے کے بعد جیسے ہی نشیب میں لڑھکنے لگا.... دوسری طرف سے پھر فائرنگ شروع ہو گئی۔ ٹھیک اسی وقت سرنگ کے اندرونی دہانے کی طرف دھماکہ ہوا تھا اور ان پر دھوئیں اور تپش کی یلغار ہو گئی تھی۔

"میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔" عمران دہانے سے باہر نکلتا ہوا بولا۔ "میں یہاں کے چپے چپے سے واقف ہوں۔"

باہر سے اب بھی فائر ہو رہے تھے۔ عمران آوازوں کی سمت کا تعین کر کے ایک طرف بڑھنے لگا تھا۔



صبح ہوتے ہوتے عمران اپنے ٹھکانے پر پہنچ گیا تھا۔ ماریانا اور یاسمن اس کے ساتھ تھیں۔ یاسمن کو اب ہوش آ چکا تھا لیکن وہ بالکل خاموش تھی۔ عمران نے اُسے ابھی تک نہیں بتایا تھا کہ جواد حیدر ہمدرد ہی کے ہاتھوں مارا گیا۔

"اس کا کیا ہوا.... وہ کہاں ہے۔" ماریانا نے سنگ سے متعلق پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ بھی وہیں جل کر بھسم ہو گیا۔" عمران نے کہا لیکن اُسے یقین نہیں تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ بہر حال کسی طرح اُسے بھی مطمئن کرنا ہی تھا۔ وہ جو سنگ کے خون کی پیاسی تھی۔ یاسمن ایک ٹک عمران کی طرف دیکھے جا رہی تھی اور وہ اس سے نظریں چرانے کی کوشش کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے گھٹی گھٹی سی آواز میں کہا۔ "میں گھر جانا چاہتی ہوں۔"

"ضرور۔ ضرور۔ میں ابھی پہنچا دوں گا۔"

"میں تنہا جاؤں گی۔ ہوش و حواس میں ہوں پچھلی رات میں اور چچا ایک پوشیدہ راستے سے
ل سے باہر نکلے تھے۔ میرے گھر والے سمجھ رہے ہوں گے کہ میں محل ہی میں ہوں گی۔"

"اوہ۔ تب تو ٹھیک ہے۔"

وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ ماریانا نے اس سے پوچھا تھا۔ "میں چلوں تمہارے ساتھ۔"

"نہیں شکریہ!"

دروازے کے قریب پہنچ کر وہ رکی۔ مڑ کر عمران کی طرف دیکھا۔ وہ جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔ یاسمن کی آنکھوں سے دو قطرے ڈھلکے تھے اور وہ تیزی سے باہر نکل گئی تھی۔ عمران سر جھکائے کھڑا رہا۔ ماریانا اُسے حیرت سے دیکھے جا رہی تھی۔

اسی سہ پہر کو سفید چٹان والی پہاڑی کے قریب مختلف سمتوں سے دو جیپیں آکر رکی تھیں۔ ایک جیپ سے عمران اترا تھا اور دوسری جیپ سے جنرل۔

"تجربہ گاہ کے ملبے سے چار لاشیں برآمد ہوئی ہیں لیکن ایسی حالت میں کہ شناخت کرنا ممکن نہیں۔" جنرل اس سے مصافحہ کرتا ہوا بولا۔ "ہو سکتا ہے سنگ بھی...."

"اس وہم کو دل سے نکال دیجئے وہ چوہوں کی طرح نہیں مر سکتا۔" عمران نے طویل سانس لے کر کہا "لیکن وہ عورت ماریانا اس کے بعض ساتھیوں کی نشاندہی کر سکے گی۔ وہ بحیثیت انسان اچھے برتاؤ کی مستحق ہے۔ سختی کیے بغیر اس سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کیجئے گا اور میری خصوصی درخواست یاسمن کے سلسلے میں ہے۔"

"بتاؤ۔! اس کے سلسلے میں کیا چاہتے ہو...؟"

"آپ کی رپورٹ میں اس کا نام نہ آنے پائے۔ جواد حیدر اُسے بہت چاہتا تھا۔ اس کے باوجود اس نے ملک قوم کے سلسلے میں اپنا فرض ادا کیا۔ اگر وہ میرے لئے ان دونوں کی گفتگو ٹیپ نہ کرتی تو میں اس فائیل والی سازش سے کبھی آگاہ نہ ہو پاتا اور وہ فائیل ایک دشمن ملک کے ہاتھ لگتا۔"

"تم مطمئن رہو۔ میں تمہاری ہر خواہش پوری کروں گا۔ یہی نہیں بلکہ دوسرے طریقوں سے اس کو ملک میں اس کا صحیح مقام دلانے کی کوشش کروں گا۔"

"بہت بہت شکریہ! اچھا خدا حافظ۔" عمران نے پھر مصافحے کیلئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں ہیلی کوپٹر کی آواز سن رہا ہوں اور ہاں! کبھی نہ کبھی آپ کی یہ خواہش بھی پوری کردوں اگر آپ میری اصل شکل دیکھ سکیں۔"

ختم شد